ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ جون ۱۹۵۶
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

اطاعت امیر اور جماعت

از جناب عبدالرشید عباسی صاحب والا کنٹ

دنیا والوں نے اسلام کے اس عظیم الشان اور لازوال کارنامے کو محیر العقول اور حیران کن معجزہ سمجھا کہ ضابطۂ اسلام نے مدت قلیل میں عرب جیسی وحشی جاہل اور منتشر قوم کو تسبیح کے دانوں کی طرح ایک ہی لڑی میں پرو دیا۔ خاک سے اٹھا کر فلک پر پہنچا دیا۔ خطۂ عرب کی گمنام زندگی سے نکال کر مغرب و مشرق، شمال و جنوب کی حقیقی شہرت کا تاج زریں سر پر رکھ دیا۔ ان کے ہاتھوں میں اونٹ کی نکیل کے بجائے زمام سلطنت دیدی۔ مختصر یہ کہ وہ صحرا نشین جہانگیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا" ہو گئے۔ اغیار کی آنکھوں نے اس عروج و کمال کو دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا۔ اور شاید اسے ایک وقتی تغیر سمجھا۔ کیونکہ وہ اسلام کی حقیقی روح اور اس کی اصل فطرت سے ناآشنا تھے۔ ان کا تو ذکر ہی کیا۔ آنسو تو ہمیں اپنی حالتِ زار پر بہانے ہیں کہ ہم ہنوز اس راز سے بے خبر ہیں۔ کہ وہ خاک نشین عرب کسی طاقت کے بل بوتے پر صاحب تخت و نگیں بنے۔ اس بے خبری و غفلت کو ہم نے اپنی کج فہمی سے عین باخبری اور حقیقی اسرار کی ناواقفیت کو عین واقفیت سمجھ کر جادۂ ترقی پہ گام فرسا ہوئے۔ جس کے معاوضے میں ہمیں ناکامی۔ تنزل اور ذلت کا منہ دیکھنا پڑا۔ تو بے اختیار چیخ اٹھے۔ شکوہ و شکایت کے دریا بہا دیئے۔ آہ و فغاں کا بازار گرم کر دیا۔ کہ "خدانخواستہ" اسلام تو ہمارے لئے مصیبت ثابت ہوا ع

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو

در اصل عہدِ اوّل کے مسلمانوں کی ترقی و عروج کا راز صرف دو باتوں میں مضمر تھا۔ صرف دو جامع خوبیاں تھیں جو ساری اچھائیوں اور نیک نامیوں کا منبع بنیں۔ اوّل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت و عقیدت۔ دوم نظم و اتحاد اور امیر کی اطاعت۔

یہی دو طاقتیں تھیں جن کے طفیل ع

اب تک یاد ہے قوموں کو حکایت انکی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت انکی

ہمارے دل مذکورہ پاکیزہ جذبات سے خالی ہیں۔ جس کے باعث ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ ادبار و پسماندگی نے گھیر رکھا ہے۔ حالانکہ یہی سبق ہمیں پنج وقتہ نماز باجماعت سے ملتا ہے جب حضرت ابوسفیان نے مسلمانوں کو باجماعت نماز پڑھتے ہوئے اور ایک امام کی حرکت پر مقتدیوں کو متحرک دیکھا تو بے اختیار پکار اُٹھے۔ "خدا کی قسم یہ قوم دنیا میں کچھ کر کے رہے گی" ان کی دوربین نگاہوں نے دیکھ لیا تھا۔ کہ جس قوم کو آج مذہبی ارکان کے ضمن میں اس طرح محبت و یگانگت، یکجہتی، اور امیر کی اطاعت کا جو یہ روح پرور سبق دیا جا رہا ہے۔ کل وہ قوم یقیناً قدرت کی عطا کردہ قوت و غلبہ سے معبودان باطل کے سر نیچے اور قیصری و کسریٰ کی حکومتوں کو زیر و زبر کر دے گی۔ تاریخ شاہد ہے کہ ان مقدس نمازیوں نے مسجد کی چار دیواری سے نکل کر مالک حقیقی کی حکومت کا سکہ رائج کر دیا۔

(جماعت) ایک افسر یا امام کے حکم پر بیک وقت سینکڑوں آدمیوں کا حرکت میں آنا (رکوع و سجود کرنا) قومی و اجتماعی زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ گو عبادت کا اصلی مقصد تو حصول رضائے الٰہی اور روحانی و قلبی تسکین ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جماعت کا ایک مقصد سیاسی مفاد اور قومی زندگی بھی ہے۔ پنج وقتہ قواعد سے ہمارے اندر اخوت و مساوات اتحاد و اتفاق کے جذبات پرورش پاتے ہیں۔ جماعت اور اطاعت امیر کی اہمیت کا اندازہ اس ارشاد سے بخوبی ہو سکتا ہے

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ
(رکوع کرو ساتھ رکوع کرنے والوں کے)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضے میں میری جان ہے میں چاہتا ہوں کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں جمع ہو جائیں — تو اذان کا حکم دوں اور کسی کو اپنی جگہ امام بناؤں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اور میں اُن لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ لگا دوں۔ الخ

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہو سکتی ہے کہ آپ جماعت میں شرکت نہ کرنے والوں کے گھروں میں آگ لگانا پسند فرماتے ہیں۔ یہ اسلام کی قوتِ اتحاد اور اجتماعی زندگی کی کتنی بڑی دلیل ہے (اجتماع سے فائدہ) جہاں نماز باجماعت سے اخوت و اتحاد مقصود ہے وہاں ایک فائدہ مسجد میں مجتمع ہونے کا یہ بھی ہے کہ مسجد میں کامل سکون و یکسوئی حاصل ہو۔ اور دل جمعی کے ساتھ اللہ کو یاد کیا جا سکے۔ گھر کی تنہائی سے کہیں زیادہ اطمینان مسجد ہی میں ملتا ہے۔ کائنات اور اس کا نظام ہمیں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اشیاءِ عالم میں اگر اعتدال و توسط نہ ہو تو اس کا قائم رہنا مشکل ہے۔ اس کے قائم رہنے کی ایک صورت نظر آتی ہے کہ اتحاد و وحدت کا رابطہ قائم ہو۔ اسلام نے اس اتحاد و وحدت کو عبادت باجماعت و امامت کی شکل میں ظاہر فرمایا گیا۔ تاکہ مسلمانوں میں اتحاد قائم رہے اور قومی شیرازہ منتشر نہ ہونے پائے۔

(امیر؟) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا امیر ناک کان کٹا ہوا شخص بنا دیا جائے جو تمہیں اللہ کی کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے چلاتا ہو تو اس کی بھی بات مانو (مسلم)

بعض دفعہ ایسا بھی ہوگا کہ امیر تمہاری حیثیت سے کم حیثیت والے کو اعزاز و اکرام کے لئے ترجیح دے گا اگر ایسا ہو تو برا نہ ماننا چاہیئے۔

حضرت عبادہ بن الصامت فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ سے ان شرطوں پر بیعت کی کہ سختی میں اور آسانی میں خوشی میں اور نفس کے خلاف بھی ہر دوسروں کو ترجیح دیئے جانے میں بات سنیں گے اس پر عمل کریں گے اور امیر سے امارت چھیننے کی کوشش نہ کریں گے جہاں بھی ہوں حق کہیں گے۔ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ اللہ کریم ہمیں صحیح امیر کی اطاعت

فہرست مضامین

جلد ۲ | یوم جمعہ ۵ ذیقعد ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۵ جون ۱۹۵۶ء | شمارہ

بھارتی سیاستدان — اخلاق کے آخری حدود پر

بین المملکتی مسائل کو بھارت نے جس ڈھٹائی اور بے اصولی سے الجھا رکھا ہے- اس کی مثال شاید دنیا کے دوسرے "ہمسایہ ملکوں" کی تاریخ میں نہ مل سکے- وزیر اعظم ہندوستان دنیا کے ہر مسئلہ کے خود ساختہ حل المشکلات بنے ہوئے ہیں- اور ہر بین الاقوامی تنازعہ میں خود کو بطور ثالث پیش کرتے رہتے ہیں- لیکن اگر ایک غیر جانبدار شخص انہی کے پاکستان کے ساتھ جھگڑوں کو سمجھنے کی کوشش کرے تو یہ چیز اس سے مخفی نہ رہے گی- کہ ان کا پاکستان کے ساتھ سلوک کس قدر شاطرانہ ہے- جس امن اور آشتی کی وہ تمام دنیا میں تبلیغ کرتے ہیں اس کا خود ان کی ذات میں کس قدر فقدان ہے-

ان کا تازہ ترین بیان ہمارے ملک کے متعلق یہ ہے کہ اس میں شامل شدہ ریاستوں مثلاً چترال اور ہنزہ پر مقبوضہ کشمیر کو بالادستی حاصل رہی ہے- لہٰذا ان کا پاکستان کے ساتھ الحاق قانونی نہیں ہے- حقیقت یہ ہے کہ ان کا یہ بیان محض شرارت اور فتنہ آرائی پر مبنی ہے- ورنہ ان کے پاس اس بیان کا جغرافیائی- تاریخی یا قانونی کوئی جواز نہیں ہے- اصلیت یہ ہے کہ یہ ریاستیں پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد پاکستان کے ساتھ ملحق ہیں- ان کا الحاق قانون ہند مجریہ ۱۹۳۵ء اور قانون آزادی ہند مجریہ ۱۹۴۷ء کے تحت ہوا تھا- ان قوانین کی رو سے برٹش انڈیا میں واقع ریاستوں کو کلیتہً اختیار تھا کہ جس ملک کے ساتھ چاہیں اپنی قسمت وابستہ کر لیں- چنانچہ مذکورہ بالا ریاستوں نے پاکستان میں شمولیت کو اپنی بقا اور بہبود کے لئے بہتر سمجھا- ان کی شمولیت کے وقت یا بعد ۸ سال تک بھارت نے اس الحاق پر کوئی اعتراض نہ کیا- نہ کشمیر کے مسئلہ پر اقوام متحدہ میں بحث کے دوران میں اس قسم کا نکتہ اٹھایا نہ اس مسئلہ پر یا دوسرے مسائل کے بارے میں بین المملکتی جلسوں میں ذکر کیا- آج تقریباً ۹ سال بعد بھارتی وزیر اعظم نے جھرجھری لے کر ایک سانس میں چترال اور ہنزہ وغیرہ کو کشمیر کی بالادستی میں کیسے کر دیا؟ ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں- اگرچہ رائج الوقت ضابطہ سیاست میں "اخلاق" کا کوئی باب نہیں- تاہم ذاتی شرافت اور زبان کی پاسداری بھی کوئی چیز ہے- اور اس قسم کی باتوں میں وزیر اعظم بھارت کس قدر "امن عالم" کا پرچار کر سکتے ہیں؟ کیا اس قسم کے بیانات جو حقائق سے دور ہوتے ہیں مسائل کو پیچیدہ اور فریقین کو زیادہ بدظن کرنے پر منتج نہیں ہوتے؟

شاید بھارت کے سیاستدانوں کا خیال ہو کہ اس بات کا قدرتی طور پر اہل پاکستان یہی جواب دیں گے کہ یہ ریاستیں قانونی طور پر عرصہ دراز سے پاکستان میں شمولیت کر چکی ہیں- تب بھارت کشمیر کے بارے" میں بھی یہ دلیل پیش کریگا- کہ اس طرح تو کشمیر بھی بھارت میں شامل ہو چکا ہے — لیکن یہ ان کی خام خیالی ہے اور لاجواب ہونے کا ثبوت ہے- اولاً اتنی مدت کے بعد ان ریاستوں پر کشمیر کی بالادستی ثابت کرنا غیر معقول بات ہے- دوسرے پاکستان کا کشمیر کے بارے میں اختیار کردہ موقف کسی قانونی نکتہ کی موشگافی نہیں ہے- یا ریاست کے حکمران کے قانونی اختیارات کو چیلنج نہیں کیا گیا بلکہ پاکستان کا موقف کشمیر کے بارے میں اس قدر غیر مبہم اور واضح ہے کہ شاید بھارت کسی مسئلہ پر بھی اس قدر بیّن اور کھلا نکتہ نظر نہ رکھتا ہو- پاکستان کا مطالبہ یہ ہے کہ اس وقت جبکہ تمام دنیا عوام کی آزادیٔ رائے کو تسلیم کر چکی ہے- تو کشمیر میں کیوں اس اصول پر عمل نہ کیا جائے- ضروری ہے کہ حاکم ریاست کا فیصلہ عوام کی تائید پر مبنی ہو- اور اگر بھارت یہ بھی کہہ دے کہ ریاستی عوام ڈوگرہ حکومت کے ساتھ ہیں تو پاکستان صرف اتنا کہے گا کہ آزادانہ رائے شماری کرا لیجئے- اس صورت میں جو فیصلہ ہو وہ ہمیں قبول ہوگا- باقی چترال اور ہنزہ کے بارے میں ہمارا دعویٰ ہے کہ والیان ریاستوں کی شمولیت نہ صرف ان کی منشاء اور اختیار کے مطابق تھی- بلکہ اس ضمن میں ان کو ریاستی عوام کی مکمل تائید حاصل تھی — اور اگر بھارت اسی پر فیصلہ کرے کہ سب ریاستوں میں عوام ہی سے فیصلہ کرایا جائے تو پاکستان چترال اور ہنزہ میں

(باقی بر صفحہ ۱۲)

پاکستان

صحیح معنوں میں کب جمہوریہ اسلامیہ بنے گا؟
کتاب و سنت کا قانون کب رائج ہوگا؟
فحاشی کے اڈے- سینما- ریس- شراب خوری- جوا بازی اور دوسری برائیاں کب دور ہوں گی — ؟

(ادارہ)

نظرِ بد

جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق علاج

(از قاری محمد ابراھیم صاحب امام مسجد لائن سبحان خاں لاہور)

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَیْنُ حَقٌّ وَلَوْ کَانَ شَیْءٌ سَابِقُ الْقَدْرَ لَسَبَقَتْہُ الْعَیْنُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے، کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نظر لگنا حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی ہے، تو وہ نظر ہوتی ہے۔

صحیح مسلم میں ہی حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص فی الرقیۃ من الحمۃ والعین والنملۃ۔

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہریلے جانوروں اور نظر بد اور نملہ سے جھاڑ پھونک کی اجازت دی ہے۔

اور بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العین حق

ترجمہ:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نظر لگنا حق ہے۔

اور سنن ابوداؤد میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے قالت کان یؤمر العائن فیتوضأ ثم یغتسل منہ المعین۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نظر لگانے والے کو حکم دیا جاتا تھا، وہ وضو کرتا تھا، پھر اس کے پانی سے نظر زدہ غسل کرتا تھا۔

اور بخاری و مسلم میں حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے۔ قالت امرنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او امر ان یسترقی من العین۔

ترجمہ:- حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کے لئے جھاڑ پھونک کا امر فرمایا۔

اور ترمذی رحہ نے سفیان بن عیینہ کی حدیث بیان کی ہے ان اسماء بنت عمیس قالت یا رسول اللہ ان بنی جعفر تصابیہم العین انا سترقی لھم فقال نعم فلو کان شیءٌ یسبق القضاء لسبقتہ العین۔

ترجمہ:- اسماء بنت عمیسؓ نے کہا، یا رسول اللہ جعفر کی اولاد کو نظر ہو جاتی ہے، تو کیا میں ان کے لئے جھاڑ پھونک کروا لیا کروں آپ نے فرمایا، ہاں اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی ہے تو وہ نظر ہوتی ہے۔

ترمذی رحہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے، اور امام مالکؒ نے ایک روایت ابن شہاب سے بیان کی ہے۔

رأی عامر بن ربیعۃ سھل بن حنیف یغتسل، فقال واللہ ما رأیت کالیوم ولا جلد مخبأۃ عذراء قال فلبط سھلٌ فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامرًا فتغیظ علیہ وقال علام یقتل احدکم اخاہُ الّا برّکت، اغتسل لہ، فغسل لہ عامر وجھہ ویدیہ ومرفقیہ ورکبتیہ واطراف رجلیہ وداخل ازارہ فی قدح ثمّ صبّ علیہ فراح مع الناس۔

ترجمہ:- عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو غسل کرتے ہوئے دیکھا، تو کہا، خدا کی قسم آج جیسا کبھی نہیں دیکھا، اور نہ کوئی پردہ نشین، باکرہ عورت ایسی جلد دیکھی، (اتنا کہنا تھا کہ) سہل بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عامر کے پاس تشریف لے گئے، اور غصے ہو کر فرمایا، تم میں کا کوئی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے، اس کے لئے اللّٰھم بارک علیہ کیوں نہیں کہتا، اپنے اعضاء کو اس کیلئے دھو، تو عامر نے اپنا منہ، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے، اور پاؤں اور لنگی کا اندرونی حصہ ایک پیالے میں دھویا اور سہل پر ڈالا، تو سہل تندرست ہو کر لوگوں کے ہمراہ چلا گیا۔

نیز امام مالک رحہ نے محمد بن ابی امامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، نظر لگنا حق ہے، اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاتی تو نظر لے جاتی، اگر تم میں سے کسی شخص کے اعضاء دھلوائے جائیں تو اس کو چاہیئے کہ وہ دھو ڈالے۔

امام ترمذی رحہ نے فرمایا ہے کہ نظر لگانے والے کو حکم دیا جائے کہ وہ پیالہ لے اور اس میں سے پانی لے کر اپنے منہ میں ڈال کر غرارہ کر کے پیالے میں ڈال دے اور پیالے میں اپنا منہ دھوئے، پھر اپنا بایاں ہاتھ پیالے میں ڈال کر داہنے گھٹنے پر پانی اس طرح ڈالے کہ پیالے میں گرے، پھر دایاں ہاتھ پیالے میں ڈال کر بائیں گھٹنے پر اسی طرح ڈالے کہ پانی پیالے میں گرے، پھر اندرون تہبند کو دھوئے، اور پیالہ زمین پر نہ رکھا جائے، بعد ازاں جس کو نظر لگی ہے اس پر پشت کی جانب سے یکبارگی ڈال دیا جائے۔

نظر دو قسم کی ہوتی ہے

ایک انسانوں کی۔ دوسری جنوں کی، ام سلمہؓ سے صحیح روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باندی کو ان کے گھر میں دیکھا، جس کے چہرہ پر سَعْفَۃ کا اثر تھا، تو آپ نے فرمایا، اس کو دم کراؤ، کیونکہ نظر ہو گئی ہے۔

حسین بن مسعود فراء نے کہا ہے کہ سَعْفَۃ کے معنے نظر کے ہیں، یعنی جن کی نظر، وہ کہتے ہیں کہ اس باندی کو جن کی نظر ہو گئی تھی، جو بھالے کی انی سے زیادہ تیز گھس جانے والی ہوتی ہے۔

جابرؓ سے ذکر کیا جاتا ہے جس کو وہ مرفوع کرتے ہیں کہ نظر انسان کو قبر میں اور اونٹ کو ہانڈی میں پہنچا دیتی ہے، اور ابوسعید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنات اور انسانوں کی نظر سے پناہ چاہا کرتے تھے۔

نظر بد کا علاج

اصل مقصد و غرض اس مرض کا علاج بتانا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے علاج کئی قسم کا ہے۔ ابوداؤد رحہ نے اپنی سنن میں سہل بن حنیف سے روایت بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ندی پر گزرے، میں نے اس میں غسل کیا، جب باہر آیا تو مجھے تپ ہو چکی تھی، یہ خبر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا۔ ابوثابت سے کہو کہ کچھ پڑھ کر دم کر دے، راوی نے کہا میں نے عرض کیا اے میرے آقا! کیا دم کرنا مفید ہے، آپ نے فرمایا:-

لا رقیۃ الا فی نفس او حمۃ او لدغۃ

جھاڑ پھونک نہیں ہے مگر نظر یا زہر یا ڈنگ مارنے سے۔ حدیث مذکور میں نفس سے مراد نظر بد ہے کہا کرتے ہیں اصابت فلانًا نفس یعنی فلاں شخص کو نظر لگ گئی، اور نظر لگانے والے کو نافس کہتے ہیں، اور لدغۃ دال مہملہ غیر معجمہ سے بچھو وغیرہ کے ڈنگ مارنے کو کہتے ہیں منجملہ نظر بد کے عملوں کے یہ ہے:-

(باقی ۱۳ پر)

مرتبہ :- چوہدری عبدالرحمٰن صاحب

مجلسِ ذکر

آج مورخہ ۲۰ر شوال ۱۳۷۵ھ مطابق ۳۱ر مئی ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مد ظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

انسانِ کامل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد :- میری آج کی معروضات کا عنوان ہے انسانِ کامل۔

انسان کے کمال تک پہنچنے کے لئے اس کی دو قسم کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ پھر یہ انسان کامل کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔ انسان کامل کے مفہوم کو کئی طریقوں سے ادا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میرے پیش نظر اس وقت ایک خاص مفہوم ہے۔

انسان کامل وہ ہے جس کے حال اور قال دونوں کی اصلاح درجۂ تکمیل تک پہنچ چکی ہو۔ اصلاح حال بمنزلہ دل ہے۔ اس پر جو اصلاح قال مرتب ہوگی وہ پائیدار، پکی، قابلِ اعتماد اور اصلی ہوگی۔ یہ نتیجہ خیز ہوگی اور اللہ کی رضا کا ذریعہ بنے گی۔ اگر اصلاح حال نہ ہو اور اصلاح قال ہو جائے تو یہ اصلاح ناپائیدار، فانی، ناقابل اعتماد اور نقلی ہوگی۔ حال اور قال دونوں کی اصلاح ہو جائے تو پھر انسان کامل ہوتا ہے۔ کچا رنگ دھوپ میں بھی اڑ جاتا ہے۔ پکا رنگ بھی چڑھنے کے بعد بھی نہیں اترتا۔ بعض ولایتی چھینٹیں ایسی پکی ہوتی ہیں کہ پھٹ بھی جائیں پھر بھی ان کا رنگ نہیں اترتا۔

اصلاح حال سے مراد دل کی اصلاح ہے اور اس کی بنیاد اصلاح قلب پر ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

(ترجمہ) بیشک (انسان کے) جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے) اللہ تعالےٰ نے بھی دل ہی کو معیار قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا الآیہ (سورۃ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ :- اور ایسے شخص کا کہنا نہ مانئے جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے) مقصود بالذات یاد الٰہی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿ (سورۃ الذاریات رکوع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ :- اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کیا کریں) جس کا دل ذاکر ہے جو اللہ کے خوف سے خائف ہے۔ جس کو فقط رضائے الٰہی مطلوب ہے وہی ہماری اصلاح کر سکتا ہے۔ ہمیں اسی کی بات ماننے کا حکم ہے۔ جس کے دل میں یاد الٰہی کا شوق نہیں وہ ہماری کیا اصلاح کرے گا۔ ع

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اگر کارخانہ کا مالک خود نیک ہے۔ نماز کا پابند ہے۔ اور اس کے دل میں خوف خدا ہے تو وہ پروگرام ایسا بنائیگا کہ مزدور آدھی چھٹی کے وقت ظہر کی نماز بھی پڑھ سکیں۔ اور روٹی بھی کھا سکیں۔ وہ پوری چھٹی بھی ایسے وقت دیگا کہ عصر کی نماز بھی اطمینان سے پڑھ سکیں۔ جو خود غافل ہے بے نماز ہے اس کو کیا ضرورت ہے کہ وہ دوسروں کی نماز کا دھیان رکھے۔ کسی شاعر نے کہا ہے

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

اگر تم نے دل کو قابو میں کر لیا یعنی دل کو یہ بات سمجھ آگئی کہ ؎

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

رضائے الٰہی مقصود، مطلوب اور محبوب ہو گئی۔ اگر دل نے یہ مقصد سمجھا ہے تو خانہ کعبہ سے دور بھی ہے تو اس کا دل خانہ کعبہ سے وابستہ ہے۔ قریش مکہ معظمہ میں پہلی صف میں کھڑے تھے مگر قرآن سننا بھی پسند نہ کرتے تھے اللہ تعالےٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْہِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ (سورۃ حم السجدۃ رکوع ۴ پ ۲۴)

(ترجمہ :- اور کافر یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو مت سنو اور (اگر حضور [illegible] لگیں تو) اس کے بیچ میں غل مچایا کرو شاید (اس تدبیر سے) تم ہی غالب رہو) ان کے لئے مکہ معظمہ میں رہنا بالکل بے فائدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ کافر ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضاء مطلوب نہیں تو خانہ کعبہ بھی ہو کر آ گئے تو کیا فائدہ۔ اگر یہ باتیں دل میں گڑ جائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضاء مطلوب ہو جائے تو پھر ایسا شخص صورت بھی ایسی بنائے گا جو اللہ کو محبوب ہو

میں نے داڑھی منڈوں کو کبھی نہیں ڈانٹا۔ اگر میرے کہنے پر ایک شخص نے داڑھی رکھ لی لیکن بعد میں منڈوا دی تو اس کا کیا فائدہ؟ اگر خوفِ خدا سے داڑھی رکھی جائے تو وہ تو فائدہ مند ہے۔ ایک بی اے ایل ایل بی نے اپنے والد کی زندگی میں داڑھی رکھی۔ کیونکہ ان کے والد داڑھی منڈانے کو برا سمجھتے تھے۔ لیکن ان کے مرنے کے بعد منڈوا دی۔ اس کا کیا فائدہ؟

دہلی میں ایک بی۔ اے حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھتے تھے ان کے ہجرت کر جانے کے بعد وہ مجھ سے پڑھنے لگے۔ وہ لکھنؤ کے رہنے والے تھے۔ داڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ میں نے ان کو کبھی نہیں روکا۔ ایک دفعہ گھر گئے۔ [illegible] آئے تو میں نے نہیں پہچانا۔ پہلے داڑھی منڈاتے تھے۔ اب ان کی لمبی داڑھی تھی۔ یہ داڑھی محبوب ہے کیونکہ اندر سے دل کے کہنے پر رکھی گئی۔

اللہ تعالیٰ کی رضاء مطلوب، محبوب اور مقصود ہو یہ جذبہ دل پر حاوی ہو اور دل اس رنگ میں رنگا جائے اس کے بعد اگر ہادی مل گیا تو وہ پایۂ تکمیل تک پہنچا دیگا بعض بے سمجھ مسلمان یہ کہہ دیتے ہیں کہ اگر داڑھی نہ رکھی تو کیا ہوا۔ فلاں خلاف شرع کام کر لیا تو کیا ہوا۔ اگر وضع قطع شرع کے خلاف ہے تو انسان ناقص ہے۔

نمونہ وہی بن سکتا ہے جس کی اصلاح حال اور قال دونوں ہو جائیں۔ جن کا ظاہر اور باطن دونوں اصلاح یافتہ ہوں وہی معیار بن سکتے ہیں۔ کسی شاعر نے کہا ہے ع

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

ہر دور میں اللہ تعالیٰ معیاری آدمی پیدا کرتے رہتے ہیں جن کا ظاہر اور باطن دونوں پاک ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے نمونہ بنا کر مبعوث فرمایا۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ الآیۃ (سورۃ الاحزاب رکوع ۱۹ پ ۲۱)

(ترجمہ :- بے شک تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھے نمونہ ہیں) اسوہ میں صورت اور سیرت دونوں آ گئی ہیں دونوں لازم ملزوم ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ظاہر اور باطن صورت اور سیرت کی تفریق نہیں فرمائی۔ آپ کہتے ہیں۔ آپ کے نزدیک باطن کی اصلاح ضروری ہے۔ ظاہر کی اصلاح ضروری نہیں۔ لوگ حال (باطن) کو نہیں بلکہ قال (ظاہر) کو دیکھتے ہیں۔ اگر ظاہر درست نہیں تو باطن کی درستی ان کے ہاں کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ کامل کے لئے ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح ضروری ہے۔ اگر قال کی اصلاح ہو جائے اور حال کی نہ ہو تو انسان کامل نہیں ہوتا۔ اور دوسروں کے لئے نمونہ نہیں بن سکتا۔ اگر حال کی اصلاح ہو جائے اور قال کی نہ ہو تو بھی تکمیل نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو انسان کامل بنائے۔ بیوی بچے اور اپنے سے چھوٹوں کے سامنے انسان کامل ہو کر نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العلمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۸ر شوال ۱۳۷۵ھ - ۸ر جون ۱۹۵۶ء

ظالم ظلم کرتے وقت اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

آج کے خطبہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ ظلم ایک ایسی بُری عادت ہے - انسان اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے مردود اور مغضوب ہو جاتا ہے - اور انسانوں کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے اور ظالم سے ہر ایک کا دل دکھی ہوتا ہے - اور ہر ایک کے دل سے اس کے حق میں بددعا نکلتی ہے

ظالم کے حق میں ارشاد نبوی

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُرَّ عَلَیْہِ بِجَنَازَۃٍ فَقَالَ مُسْتَرِیْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْہُ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُسْتَرِیْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْہُ فَقَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ یَسْتَرِیْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْیَا وَاَذَاھَا اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ یَسْتَرِیْحُ مِنْہُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ - متفق علیہ

ترجمہ:- ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رو برو ایک جنازہ گذارا گیا - آپ نے فرمایا راحت پانیوالا ہے یا اس سے راحت حاصل کی گئی ہے پھر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ راحت پانے والا یا اس سے راحت حاصل کی گئی ہے اس کا کیا مطلب ہے - پھر آپ نے فرمایا - بندۂ مومن دنیا کی تکلیف اور اس کے ایذا سے اللہ کی رحمت کی طرف (جاکر) آرام پانے والا ہے اور گنہگار بندے (جس میں ظالم بھی آتا ہے) سے بندے اور شہر اور درخت اور مویشی (اس کے مر جانے سے) آرام پاتے ہیں ؛

حاصل

یہ نکلا - کہ مومن تو مرنے سے دنیا کی مصیبتوں سے بچ جاتا ہے - اور معلوم ہوتا ہے - کہ بدمعاش اور ظالم سے ساری دُنیا تنگ ہوتی ہے - حتیٰ کہ اس کے ظلم کا احساس گلی کوچوں اور درختوں اور مویشیوں کو بھی ہوتا ہے - جب وہ خبیث مرتا ہے - تو سب کو راحت اور فرحت محسوس ہوتی ہے -

مثلاً

ایک شخص خدا تعالیٰ کی نعمتیں کھا پی کر سو جاتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا - بے نماز پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کے جو اثرات آئیں گے - معلوم ہوتا ہے کہ زمین بھی انہیں محسوس کرتی ہے - جب اس بے نماز کا جنازہ نکلے گا تو وہ زمین بھی خوش ہوگی - کہ اللہ تعالےٰ کا باغی مر گیا - اگر اس بے نماز اور بے دین نے بھینس رکھی ہوئی تھی - جب مرے گا وہ بھینس بھی خوش ہوگی - اچھا ہوا - یہ مردود مر گیا میرا دودھ پی کر خدا تعالےٰ سے بغاوت کرتا تھا -

انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے بڑے مقاصد میں سے مظالم کا بند کرنا ہے

اِعْلَمْ اَنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْمَقَاصِدِ الَّتِیْ قُصِدَتْ بِبِعْثَۃِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ دَفْعُ الْمَظَالِمِ بَیْنَ النَّاسِ فَاِنَّ تَظَالُمَھُمْ یُفْسِدُ حَالَھُمْ وَیُضَیِّقُ عَلَیْھِمْ وَلَا حَاجَۃَ اِلٰی شَرْحِ ذٰلِکَ (حجۃ اللہ البالغہ باب) المظلم (من الجزء الثانی)

ترجمہ:- جان لو ان بڑے مقاصد میں سے جن کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوتی رہی ہے لوگوں کے درمیان میں سے مظالم کا دُور کرنا بھی ہے - کیونکہ ان کے ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے ان کا حال تباہ ہو جائے گا - اور ان پر تنگی کی جائے گی - جس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے -

اللہ تعالیٰ بھی انسان کے ظلم کا شاکی ہے

(وَاٰتٰکُمْ مِّنْ کُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْہُ ط وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ط اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ ۵)

(سورۃ ابراہیم رکوع ۵ پ ۱۳)

ترجمہ:- اور جو چیز تم نے اس سے مانگی - اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو - تو انہیں شمار نہ کر سکو - بیشک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے -

ظالم اپنے اُوپر خود ظلم کرتا ہے

ظالم یہ سمجھتا ہے - کہ میں اپنے ظلم سے دوسروں کو دُکھ دوں گا - وُہ یہ نہیں خیال کرتا اس ظلم کا اُلٹا اثر مجھ پر بھی لوٹ کر پڑے گا - کسی شاعر نے ٹھیک کہا ہے ؎

از مکافات عمل غافل مشو
گندم از گندم بروید جو ز جو

ترجمہ:- اپنے کئے کا بدلہ پانے سے غافل نہ ہو گیہوں بونے سے گیہوں اُگتی ہے اور جو سے جو - یعنی یہ نہیں ہو سکتا - کہ تو کسی سے برائی کرے اور تجھے بدلے میں نیکی نصیب ہو -

ایک شبہ

اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو یہ ہے کہ بدی کرنے والے سے نیکی کر - ایسی صورت میں بدی کرنے والے کو تو بدلے میں نیکی نصیب ہوئی -

جواب

اس کا جواب یہ ہے - کہ بدی کے مقابلہ میں نیکی کرنے والا کا درجہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں بلند ہو جائے گا - کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کرنے کی خاطر صبر سے کام لیا - لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بدی کرنے والوں کو بدی معاف کر دی گئی - اس کی سزا کسی اور جگہ اسے مل جائے گی -

اِعلانِ الٰہی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان یہ بھی تو ہے:-

(فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ ۵
وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ۵

(سورۃ الزلزال پارہ ۳۰)

ترجمہ:- پھر جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہے وہ اس کو دیکھ لے گا - اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہے - وہ اس کو دیکھ لے گا -

عبرتناک مثال

کہتے ہیں - ایک شخص پیشاب کر رہا تھا - ایک بچے نے آ کر اسے دھکا دیا - اس نے اٹھ کر اس بچے کو دو پیسے دیدئے - اور کہا - کہ اسے کسی جگہ ایسی سزا ملے گی کہ میری کسر بھی نکل جائے گی - چنانچہ اس بے وقوف بچے نے یہ سمجھا - کہ شاید پیشاب کرتے وقت جس کو دھکا دوں گا - وہ دو پیسے دیا کرے گا - اس نے ایک دوسرے شخص کو پیشاب کرتے وقت دھکا دیا - اس نے اٹھ کر اتنا سخت مارا کہ پہلے شخص کی کسر بھی نکل گئی -

حاصل

یہ ہے کہ ظالم کو اپنے ظلم کی سزا مل ہی جاتی ہے -

یہ الگ چیز ہے کہ کرتا کہیں ہے اور بھگتا کہیں۔ مثلاً جنگل کے ایک گاؤں میں قتل ناحق کیا اور سنٹرل جیل میں جاکر پھانسی کے تختہ پر چڑھا۔

اسی قانون الٰہی پر تمام قوموں میں عمل درآمد رہا

(اَلَمْ یَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ۙ۬ وَ قَوْمِ اِبْرٰهِیْمَ وَ اَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَ الْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝)

(سورۃ التوبۃ رکوع ۹ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- (کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی۔ جو ان سے پہلے تھے۔ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئیں تھیں۔ ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے۔ سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی بیماریوں

کی جڑ در اصل انسان کے اندر ہوتی ہے اور جسم کے باہر ان کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً خلطوں کا بگاڑ اندر ہوتا ہے۔ اور بخار کی گرمی بدن پر ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ظلم ایک روحانی بیماری ہے اس کا باہر اثر یہ ہوتا ہے کہ ظالم ہر ایک کے ساتھ بے انصافی کا برتاؤ کرتا ہے کہ جس طرح باولہ کتا ہر اس چیز کو کاٹتا ہے جو سامنے آئے۔ بکری ہو یا بھیڑ۔ گائے ہو یا بھینس۔ مرد ہو یا عورت۔ بچہ ہو یا بوڑھا۔

بعینہٖ اسی طرح ظالم

خدا تعالےٰ کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے۔ انسانوں کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے حیوانات کے معاملہ میں بے انصافی کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بے انصافی

(وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝) سورۃ ابراہیم رکوع ۵ پ ۱۳

ترجمہ:- اور جو چیز تم نے اس سے مانگی اس نے تمہیں دی۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انھیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں بے انصافی

اللہ تعالےٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعلان ہے کہ آپ سارے جہاں کے لئے رحمت ہیں۔ اور یہ ظالم کبھی کہتا ہے کہ آپ نعوذ باللہ عربی ہیں اور کبھی کہتا ہے کہ آپ پاگل ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ظالم کا انسانوں پر ظلم

مثلاً (وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّ زَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ۝) سورۃ التطفیف پارہ ۳۰)

ترجمہ:- کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں۔ تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ ویل کے تین معنے ہیں۔ افسوس ۱ ہلاکت ۲ اور دوزخ میں ایک وادی کا نام بھی ہے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ظالم انسان۔ انسانوں کی حق تلفی سے بھی نہیں ٹلتا۔ خواہ دوزخ ہی میں کیوں نہ جانا پڑے تو گویا پھر یہ ظالم باولے کتے کی طرح نہ ہوا۔ کہ جو سامنے آیا۔ اسے کاٹ کھایا۔

حیوانات پر ظلم

کرنے کے دو واقعات حدیث شریف میں بھی آئے ہیں۔ ایک اس عورت کا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ میں دیکھ کر آئے تھے جس نے بلی کو باندھ رکھا تھا۔ نہ اسے کچھ کھانے کے لئے دیا۔ اور نہ کھولا۔ کہ خود اپنا رزق تلاش کر کے کھائے۔ اور وہ بلی اسی طرح بھوکی پیاسی مر گئی۔ دوسرا اونٹ کا واقعہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہو کر شکایت کی تھی یا رسول اللہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے۔ اور چارہ کم دیتا ہے۔

آجکل بھی

کثرت سے مظلوم حیوان دیکھے جاتے ہیں۔ جن کی کمائی سے ظالم انسان اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا ہے۔ بلکہ اپنی ساری ضروریات پوری کرتا ہے۔ انھیں کو بھوکا رکھتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بھوک کے مارے ان کی کوکھیں خالی ہوتی ہیں اور پسلیاں نکلی ہوتی ہیں۔ مگر بیچارے ظالم گاڑی بان کے جبر اور تشدد اور بار سے بوریوں سے لدی ہوئی گاڑی کو کھینچے جا رہے ہیں۔ اسے ظالم انسانو یاد رکھو۔ ان مظلوموں کی آہوں سے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی درد بھری آہوں کے باعث اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہو جائے اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں۔

شہری شیر فروشوں کا حیوانات پر ظلم

شہری شیر فروش گائے بھینس کا دودھ دوہ کر بیچ دیتے ہیں۔ اور گائے اور بھینس کے بچوں کو عموماً دودھ نہیں دیتے۔ اور نہ وہ بیچارے چارہ کھانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے تین تین چار چار دن بھوکے پیاسے رہ کر سسک سسک کر مر جاتے ہیں۔ یہ دودھ بظاہر حلال ہے۔ اور حقیقت میں حرام ہے کہ ان مظلوم بچوں کا حصہ غصب کر کے انسان پی رہا ہے

بظاہر حلال حقیقت میں حرام

عام طور پر مسلمانوں کو ظاہری طور پر حلال اور حرام کی تمیز ہے۔ مثلاً بکری حلال ہے اور خنزیر حرام ہے۔ کبوتر اور فاختہ حلال ہے۔ مگر باز اور گدھ حرام ہے۔ حالانکہ چاروں ہی پرندے ہیں مگر انھیں عام استعمال کی چیزوں میں کئی ایسی بھی ہوتی ہیں۔ جو بظاہر حلال ہیں۔ اور حقیقت میں حرام ہیں۔ مثلاً ہم نے بکری یا گائے کا گوشت قصاب سے خریدا۔ بظاہر یہ گوشت حلال ہے لیکن وہ بکری یا گائے چوری کی تھی تو حقیقت میں حرام ہے۔

شرعاً مجرم نہیں ہیں

بظاہر حلال اور حقیقت میں حرام چیز کے استعمال کرنے والے مسلمان شرعاً ہرگز مجرم نہیں ہیں۔ لیکن یہ چیز ضروری ہے کہ ایسی حرام چیزوں کے کھانے سے ان کے اخلاق اور عادات پر بے ساختہ برا اثر پڑے گا۔ اس آدمی کے صلاحیت اور شرافت کے آثار کم ہوتے جائیں گے۔ گناہ اور شرارت اور خباثت کے خیالات بڑھتے جائیں گے۔

وضاحت کیلئے ایک مثال

مذکورۃ الصدر مسئلہ کی وضاحت کے لئے ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر ایک شخص سنکھیا کا سفوف ارادہ کر کے کھائے اور مر جائے۔ تو وہ خودکشی کا مجرم اور اسکی سزا دوزخ ہے۔ اور اگر وہی سنکھیا کا سفوف کونین کا سفوف سمجھ کر کھائے اور مر جائے۔ اگرچہ خودکشی کا مجرم نہیں ہوگا۔ مگر سنکھیا تو اپنا اثر دکھائے گا خون کے اسہال جاری ہوں گے۔ اور انتڑیاں کاٹ کاٹ کر باہر لائے گا۔

قیامت کے دن ظالم سے مظلوم کا حق دلایا جائیگا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ

بقیہ خطبہ

(صٹ سے آگے)

وَ زَکٰوۃٍ وَ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَکَلَ مَالَ هٰذَا وَ سَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِہٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُہٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْہِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْہِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو۔ کہ مفلس کون ہے انہوں نے عرض کی مفلس ہم میں وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو اور نہ کوئی سامان تب آپ نے فرمایا۔ تحقیق میری امت میں مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کے دن نماز اور روزہ اور زکوٰۃ لائیگا۔ اور ایسے حال میں آئے گا۔ کہ اس کو گالی دی تھی۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کا خون بہایا تھا۔ اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس شخص کو اسکی نیکیوں میں سے دیا جائے گا پھر اگر اسکی نیکیاں اس سے پہلے ختم ہو گئیں۔ کہ جو اس پر حق تھے۔ وہ پورے کئے جائیں ان لوگوں کے گناہوں میں سے لیا جائے گا۔ پھر اس پر ڈال دئے جائیں گے۔ پھر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

میرا مطلب یہی تھا۔

میں نے خطبہ کا عنوان یہ قائم کیا تھا۔ کہ "ظالم ظلم کرتے وقت اپنی جان پر بھی ظلم کرتا ہے" آپ نے دیکھ لیا۔ کہ اگرچہ ظالم نے مظلوم کو دکھ دیا تھا۔ مگر اس ظالم کو اپنے ظلم کے باعث ایسی تکلیف اٹھانی پڑی جو مظلوم کو بھی نہیں پہنچی تھی۔ کہ مظلوموں کی آہوں کے باعث اسے دوزخ میں جانا پڑا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم

الاستفتاء

منجانب دار الافتاء دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

کیا فرماتے ہیں علماء عظام دین ومفتیان کرام شرع متین ذیل کے مسئلہ میں۔

سوال ۔ صورت یہ ہے۔ کہ مسمی زید نے جو کہ مذہباً اہل سنتہ والجماعت سے ہے۔ مسماۃ ہندہ سے جو مذہباً اہل سنتہ والجماعت ہے۔ عقد نکاح صحیح شرعی کرلیا۔ چند عرصہ کے بعد مسماۃ مذکورہ نے اپنے خاوند مذکور پر عدالت دیوانی میں طلاق کا دعوےٰ دائر کردیا۔ لیکن مسماۃ مذکورہ طلاق کا ثبوت نہ دے سکی۔ اب مسماۃ مذکورہ اپنے حصول مطلب کے لئے اپنے خاوند سے رہا ہو جانے کی خاطر اور اپنی جان چھوڑانے کی خاطر کسی نیم ملّا کے اکسانے سے اپنے مذہب اسلام سے تبری کرنی چاہتی ہے۔ یعنی مذہب اسلام کو چھوڑ کر غیر مذہب کو اختیار کرنا چاہتی ہے اب دریافت طلب امر یہ ہے۔

(۱) کہ اس عورت کا نکاح ارتداد سے فسخ ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔

(۲) اور ارتداد کے بعد کیا دوسرے شخص کے ساتھ اس کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۳) اور نیم ملّا جو معلم ارتداد ہے۔ اس کا حکم ازروئے شریعت بیضاء کیا ہے۔ بینوا وتوجروا

الجواب ۱ و ۲ بعض ناواقف لوگوں نے مسائل نہ جاننے کی وجہ سے یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے۔ تب نکاح فسخ ہو جائیگا اور اسی ناواقفیت سے تمام روایات فقہیہ کیخلاف یہ کہتے ہیں۔ کہ اس ناواقف عورت کو تجدید اسلام کے بعد دوسرے خاوند سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ یہاں تک کہ بعض بدبخت عورتوں نے اس کو خاوند سے رہائی حاصل کرنے کا سہل علاج سمجھ لیا ہے۔ اور ارتداد کی بلائے عظیم میں مبتلا ہو کر اپنی عمر بھر کے اعمال صالحہ برباد کر دیے۔ حالانکہ شرعی طور پر پھر بھی ان کا مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فقہاء کی تصریح کے مطابق اس صورت میں دوسرے شخص سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں۔ بلکہ یہ لازم ہے۔ کہ تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے اور پہلے خاوند ہی کے ساتھ رہے۔ عورت کے مرتد ہونے کی صورت میں فسخ نکاح کے بارے میں اگرچہ فقہا حنفیہ کے مابین اختلاف ہے۔ سمرقند اور بلخ کے مشائخ میں سے بعض مشائخ . . . . کا قول یہ ہے۔ کہ عورت کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوتا ہی نہیں۔ بلکہ بدستور یہ عورت شوہر سابق کے نکاح میں رہتی ہے۔ اور عام مشائخ کا قول یہ ہے۔ کہ ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے۔ مگر اس بات پر سب متفق ہیں۔ کہ تجدید اسلام کے بعد شوہر سابق کے علاوہ دوسرے شخص سے یہ عورت نکاح نہیں کر سکتی۔ بلکہ سابق شوہر ہی سے نکاح کرنے پر مجبور کردی جائے گی۔ عام مشائخؒ کے اس قول کو ظاہر الروایۃ کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو بحر الرائق کی مندرجہ ذیل عبارت جو صاحب کنز کی عبارت (وارتداد احد الزوجین فسخ فی الحال) کی تشریح میں اس نے لکھی ہے۔ وہ عبارت یہ ہے۔ اطلقہ فشمل ارتداد المرأۃ وھو ظاھر الروایۃ وبعض مشائخ بلخ ومشائخ سمرقند افتوا بعدم الفرقۃ حسما لباب المعصیۃ والحیلۃ للخلاص منہ وعامۃ مشائخ بخاری افتوا بالفرقۃ لکنھا تجبر علی الاسلام والنکاح مع زوجھا الاول اھ" صاحب کنز نے چونکہ احد الزوجین کے ارتداد پر مطلقاً فسخ کا حکم لگایا ہے۔ اس لئے یہ حکم ارتداد عورت کو بھی شامل ہو گیا (یعنی عورت کے ارتداد سے بھی نکاح فی الحال فسخ ہو جائے گا) اور یہ (فسخ کا حکم مطلق ارتداد سے) ظاہر الروایۃ ہے۔ بلخ اور سمرقند کے بعض مشائخ نے اگرچہ اس قسم کے حیلوں اور معصیتوں کے انسداد کے لئے یہ فتویٰ دیا ہے۔ کہ عورت کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوتا ہی نہیں۔ اور میاں بیوی دونوں کے درمیان فرقت آتی ہی نہیں۔ مگر عام مشائخ بخاری کا فتویٰ یہ ہے۔ کہ نکاح فسخ ہو کر میاں بیوی کے درمیان فرقت آجاتی ہے۔ البتہ عورت کو تجدید اسلام اور زوجہ اول کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور کر دیا جائیگا۔

اب ان دونوں قولوں میں سے جس قول پر بھی فتویٰ دیا جائے۔ تو عورت کو تجدید اسلام کے بعد کسی دوسرے شخص سے شوہر سابق کے علاوہ نکاح کرنے کا حق حاصل نہیں۔

جواب ۔ ۳ ایسے معلم ارتداد کے حق میں جو دوسروں کو کفر کی تعلیم دے کر اُن کے کفر پر راضی ہو جاتا ہے علماء نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ شرح عقاید اور شرح فقہ اکبر میں مذکور ہے کہ:۔ الرضاء بالکفر کفر اھ کفر پر راضی ہو جانا بھی کفر ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ایسے معلم ارتداد علماء کی دوسروں کے کفر پر اگر رضامندی نہ ہوتی۔ تو ارتداد کی تعلیم ہی نہ دیتے۔ لہٰذا ایسے نیم ملّا معلم ارتداد کے لئے فوراً توبہ اور تجدید اسلام مع النکاح ضروری

(باقی صفحہ پر)

از جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب مرحوم

(۲)

سب کے سب ہیں رہرو کوئے فنا   جا رہا ہے ہر کوئی سوئے فنا!
بہہ رہی ہے ہر طرف جوئے فنا   آتی ہے ہر چیز سے بوئے فنا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار   دل لگا اس سے نہ غافل زینہار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار   ہوشیار اے محو غفلت ہوشیار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہے یہ لطف عیش دنیا چند روز   ہے یہ دور جام مینا چند روز
دار فانی میں ہے رہنا چند روز   اب تو کرلے کار عقبیٰ چند روز

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

عشرت دنیائے فانی ہیچ ہے   بیش عیش جاودانی ہیچ ہے
مٹنے والی شادمانی ہیچ ہے   چند روزہ زندگانی ہیچ ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ہو رہی ہے عمر مثل برف کم   چپکے چپکے رفتہ رفتہ دم بدم
سانس ہے اک رہرو ملک عدم   دفعتہً اک روز یہ جائیگا تھم

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آخرت کی فکر کرنی ہے ضرور   جیسی کرنی ویسی بھرنی ہے ضرور
زندگی اک دن گزرنی ہے ضرور   قبر میں میت اترنی ہے ضرور

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

آنے والی کس سے ٹالی جائیگی   جان ٹھہری جانے والی جائیگی
[illegible]

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

توسن عمر رواں ہے تیز رو   چھوڑ سب فکریں لگا مولیٰ سے لو
گندم از گندم بروید جو ز جو   از مکافات عمل غافل مشو

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بزم عالم میں فنا کا دور ہے   جائے عبرت ہے مقام غور ہے
تو ہے غافل یہ تیرا کیا طور ہے   بس کوئی دن زندگانی اور ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سخت سخت امراض کو تو سہہ گیا!   چارہ گر گو سخت جاں بھی کہہ گیا
کیا ہوا کچھ دن جو زندہ رہ گیا   اک جہاں سیل فنا میں بہہ گیا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لاکھ ہو قبضہ میں تیرے سیم و زر   لاکھ ہوں پالیں پہ تیری چارہ گر
لاکھ تو قلعوں کے اندر چھپ مگر   موت سے ہرگز نہیں کوئی مفر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

سرکشی زیر فلک زیبا نہیں   دیکھ جانا ہے تجھے زیر زمیں
جب تجھے مرنا ہے اک دن بالیقیں   چھوڑ فکر این و آں کر فکر دیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

بہر غفلت یہ تری ہستی نہیں!   دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں!   جائے عیش و عشرت و مستی نہیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے!

باپ کا خط بیٹی کے نام

(" احساس " کے قلم سے)

عزیزہ صالحہ بیٹی .... سلمہا تعالےٰ۔

از .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل بروز بدھ - ۲۳ مئی ۱۹۵۶ء تمہارا خط ملا - پڑھ کر دلی خوشی ہوئی - اولاد کا یہی فرض ہے کہ بعد از خدا و رسول والدین کی خوشنودی طبع کا ہر طرح سے خیال رکھے - یہی سعادت ہے اور اسی میں برکت ہے - اولاد نیک ہو تو دلی راحت نصیب ہوتی ہے -

تمہارے بھائی کا خط تمہارے نام کا پڑھا ہے جو تم نے اپنے لفافہ میں بند کر کے مجھے بھیجا ہے - نہایت ہمدردانہ اور شفقت و محبت سے لکھا ہوا ہے - اس لئے اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ بھیجنا چاہے تو میں کوئی ہرج نہیں سمجھتا کہ وصول کر لیا جائے

البتہ تمہارے بھائی کی اس رائے سے اتفاق نہیں - کہ تم ڈاکٹری یا انجینئرنگ لائن - آرٹ یعنی ادب، تاریخ، اقتصادیات میں سے کوئی مقصد بناؤ - تاکہ آئندہ چل کر کوئی دقت پیش نہ ہو -

بیٹی ...... میں تو مولوی ٹائپ آدمی ہوں - اور اس پر مجھے فخر ہے - کسی کا مجھے علم نہیں کہ وہ اسے کیا خیال کرے - میں نے تو اپنی زندگی میں یہی حاصل کیا ہے کہ قرآن و حدیث کے ماتحت زندگی کا پروگرام بنایا جائے - اس سے ادھر اُدھر نہ ہوا جائے - یہی کامیابی ہے اور اسی میں عافیت ہے - اور یہی صراط مستقیم ہے -

جدید تعلیم یافتہ یورپ کی تہذیب و تمدن کے علاوہ جو کچھ سوچتے ہیں وہ فقط اس دنیا کی چند روزہ زندگی کو سامنے رکھ کر سوچتے ہیں - کہ اس سے آگے ان کی نگاہ کام نہیں کرتی -

موجودہ تعلیم جس کی چمک سے دنیا داروں کی آنکھیں چندھیا سی گئی ہیں - حالانکہ اس تعلیم کو علم نہیں کہا جا سکتا - بی اے - ایم - اے - یہاں تک کہ پی - ایچ - ڈی - آئی سی - ایس کے مقابلہ کا امتحان یا لندن، پیرس، جرمنی اور امریکہ کی یونیورسٹیوں کی ڈگریاں بھی فقط یہی ہیں کہ کہیں اچھی ملازمت مل جائے - اور دنیاوی لذات میں غرق ہو کر زندگی ختم کر دی جاوے اور بس! اسی نظریہ کے ماتحت تمہارے بھائی نے تمہیں یہ مشورہ دیا ہے - کہ " پڑھائی کسی مقصد کے تحت کی جاتی ہے - تم آخر کرنا کیا چاہتی ہو - سائنس پڑھنا چاہتی ہو یا آرٹ - مثلاً فرض کرو کہ تم ڈاکٹری کرنا چاہتی ہو - تو اس صورت میں یہ لازمی ہے کہ تم شروع ہی سے سائنس پڑھنا شروع کر دو - جس جماعت سے بھی شروع ہوتی ہے - ورنہ بعد میں سخت دقت ہوگی لیکن سائنس صرف ان لوگوں کو لینی چاہئے - جنہوں نے انجینیری یا ڈاکٹری قسم کی کوئی چیز کرنی ہو - مجھے بذات خود ڈاکٹری نہایت ہی پسند ہے مگر ڈاکٹری میں ایک قباحت ہے کہ گیارھویں جماعت سے ہی تمہیں پردہ اُتارنا پڑے گا - ڈاکٹری اور پردے کا کوئی تعلق نہیں - اور اس سلسلہ میں صرف میری رائے کا سوال نہیں - بزرگوں کی رائے کا سوال ہے - اس مسئلہ پر اچھی طرح غور کرو - اور پھر مجھے لکھو - اب رہا آرٹ کا سوال - تو آرٹ میں کئی مضامین ہوتے ہیں - مثلاً سیاسیات، اقتصادیات، تاریخ، ادب وغیرہ - تو اس کا فیصلہ اس وقت بہ آسانی کیا جا سکتا ہے - جب تم دسویں جماعت پاس کر چکو "

اس کے بعد تمہاری اپنی خواہش جو تم نے مجھے لکھ کر بھیجی ہے - حسب ذیل ہے :-

" میں چاہتی ہوں - کہ میرے آبا مجھے جتنا بھی پڑھا سکتے ہیں پڑھائیں - اگر نہیں تو نہ سہی - شوق تو مرتے دم تک رہے گا - کبھی نہ کبھی تو پورا ہو ہی جائے گا - بھائی کا خط آپ کو بھیج رہی ہوں - اسے پڑھ کر مجھے مشورہ دیں کہ انہیں کیا جواب لکھوں - میں خالی پڑھنا تو فضول سمجھتی ہوں چاہتی ہوں کہ کوئی خاص مضمون لوں - ڈاکٹری تو کوئی لینے نہیں دے گا - "

بیٹی - مذکورہ بالا دونوں تحریروں (تمہاری اور تمہارے بھائی کی) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ڈاکٹری کا امتحان پاس کر کے لیڈی ڈاکٹر بننا ہر دو کی دلی خواہش ہے - صرف اتنی بات ہے کہ تمہارا بھائی یہ سمجھتا ہے کہ ڈاکٹری اور پردہ کا کوئی جوڑ نہیں ہے - یعنی بے پردہ ہونا لازمی ہے اور وہ اسے برا نہیں خیال کرتا - فقط اتنا ہے کہ بے پردہ ہونے کا فیصلہ تمہارے بھائی کے بس کا روگ نہیں ہے ہاں اگر بزرگ مان لیں تو بات بن جاتی ہے -

تمہاری تحریر بھی تمہاری اس دلی خواہش کا نمایاں ثبوت ہے - کہ " ڈاکٹری تو کسی نے لینے نہیں دینی " یعنی اجازت مل جائے تو وارے نیارے ہو جائیں

بیٹی سنو! خدا کے فضل و کرم سے مجھے اتنا احساس قرآن کی تعلیم سے ضرور پیدا ہو گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر راعی سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی - یہ جو بڑے بڑے حاکم بنے بیٹھے ہیں - وزیر - کبیر وغیرہ - تو یہ بڑا بن جانا کوئی پھولوں کی سیج نہیں ہے - بڑی ذمہ داری کی بات ہے - روز محشر اس کا اندازہ ہوگا کہ ہر ذمہ دار سے پوچھا جائے گا کہ خدا کے دین کے متعلق کہاں تک کوشش کی کہ دین حق غالب کیا جائے کیا کچھ کیا کہ دین حق پھلے اور پھولے اسی طرح والدین سے اولاد کے متعلق باز پرس ہوگی کہ ہمارے دین کے متعلق اولاد کو کیا سکھایا پڑھایا تھا - روز محشر کی اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے یہ چند سطور تمہارے لئے لکھ رہا ہوں - تاکہ تم یہ نہ کہنے پاؤ - کہ اے اللہ مجھے کسی نے تیرا سیدھا راستہ بتلایا نہ تھا -

بیٹی تم بے پردہ ہو کر ڈاکٹری پاس کرنے کو اہمیت دیتی ہو بیٹی اس بے پردگی سے عورت ایک اور جہان میں داخل ہو جاتی ہے - بس پھر آہستہ آہستہ شرم و حیا - شرافت جاتی رہتی ہے شیطان بڑے بڑے سبز باغ دکھاتا ہے کہ بے پردہ ہو کر مردوں کے دوش بدوش تعلیم حاصل کرتے ہوئے بھی شرم و حیا رہ سکتی ہے - مگر یہ شیطانی دھوکہ ہے - اللہ تعالےٰ جو تمام مخلوق کا خالق ہے وہ انسان کی فطرت کو خوب جانتا ہے - اس نے یوں ہی تو حکم نہیں دیا - کہ مرد اپنی نگاہیں نیچی کر کے چلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں انہی الفاظ میں عورت کو بھی حکم ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ نگاہ پر کنٹرول نہیں کرو گے تو عصمت محفوظ نہیں رہ سکتی - مگر شیطان اس حکم کی نافرمانی کراتا ہے - کہ نہیں یوں ہی مولوی لوگوں کی باتیں ہیں یہ اولڈ فیشن ہیں - اور پرانی لکیر کے فقیر ہیں - (یعنی قرآن کا حکم نعوذ باللہ من ذالک الکفر - ان کے نزدیک پرانی لکیر ہے)

بیٹی - جن لوگوں کی نظر میں اس زندگی کا نہ کوئی اگلا پچھلا ہے - نہ آخری پیغام (قرآن) کے لائے اور بتائے ہوئے انسانی زندگی کے تصور کو ہی انہوں نے قبول کیا ہے - وہ تو لڑکیوں کو ڈاکٹروں کا پیشہ کرائیں تو کرا سکتے ہیں کہ انہیں فقط دنیا ہی مقصود اور دنیا ہی مطلوب ہے وہ اس چند روزہ زندگی کو عیش و عشرت میں بسر کرنے کو ہی بعد از موت کی زندگی پر ترجیح دیتے ہیں - سوال تو ان کا ہے جو جیسا اینٹ سے اینٹ

ہو کر روحانیت کے مقام کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں - اور اس ناسوتی یا مادی زندگی کو ایک اعلیٰ و ابدی منزل حیات کا مسافر خانہ یا انتخابی راستہ ہونا یقین کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ

بیٹی - کیا موجودہ تعلیم وہی تعلیم نہیں ہے جس کے متعلق انگریز کے راج میں بڑے زور شور سے کہا جاتا تھا ع

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

کیا یہ وہی تعلیم نہیں ہے جس سے غلامی پلنے کے لئے اتنی جدوجہد کی گئی - مگر ہمارے گناہوں کی شامت ہے کہ ابھی تک وہی طریقہ تعلیم ہمارے سر پر مسلط ہے - انگریز کے وقت میں اس تعلیم کا مقصد صرف اتنا ہی تھا کہ حکومت کی مشینری کے پرزے تیار کئے جائیں - تاکہ حکومت کی مشین احسن طریق سے چلتی رہے - نوجوان تعلیم حاصل کر کے مذہب سے آزاد اور انگریز کی تہذیب و تمدن کا دلدادہ ہو کر اپنی جڑیں خود ہی کاٹنی شروع کر دے - کیا یہ تماشہ ہماری آنکھوں کے سامنے نہیں ہے - کہ اکثر جدید تعلیم یافتہ اسلام سے بیزار ہیں - اور نہیں چاہتے کہ پاکستان میں اسلامی قانون جاری ہو - اور طرح طرح کی رکاوٹیں ڈال رہے ہیں - کیا یہ اسی تعلیم کا کرشمہ نہیں کہ انگریز تو جا چکا ہے - مگر اس کے بہی خواہ - بے دام غلام اب بھی موجود ہیں - کیا یہ ہمارے پیش نہیں آ رہا کہ اس تعلیم کے زہر خوردہ خدا داد نعمت پاکستان کی کیا گت بنا رہے ہیں - ان سے تو وہ بے علم ہی اچھے تھے جو ان جیسے تعلیم یافتہ تو نہیں تھے - مگر تمام ہندوستان پر حکومت کی اور غیر مسلم رعایا ان کے مدح کرنے کے بعد دن کا کام کاج شروع کرتی تھی - کتنا امن کتنی خوشحالی تھی - اس وقت ہم لوگ جس عذاب میں مبتلا ہیں - انہیں لوگوں کے کرتوت ہی تو ہے جس کی پاداش میں ہم سزا بھگت رہے ہیں - آزاد ہونے کے باوجود غلام ہیں - روٹی تک کے لئے امریکہ کے محتاج ہیں بقول خواجہ ناظم الدین - کہ اگر ظفر اللہ کو وزیر خارجہ کی پوسٹ سے ہٹا دوں تو امریکہ ناراض ہو جائے گا - اور ایک دانہ گندم نہیں دے گا جو جہاز گندم سے لدا ہوا آ رہا ہے - واپس ہو جائے گا اور ہم بھوک سے مر جائیں گے)

کیا اس تعلیم پہ ناز ہے - اور اس تعلیم کے لئے بے تاب ہو - جو دنیا کی مصیبت میں اضافہ کرنے والی ہے -

بیٹی ——! سکول و کالج کی تعلیم لڑکیوں کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے - بیٹی کیا تمہیں یاد نہیں کہ ہمارے ایک عزیز جس کے ہاں چند روز ٹھہرے تھے - جب وہ لڑکی اپنے استاد سے جو اسے گھر پہ منشی فاضل کے امتحان کی تیاری کے لئے پڑھانے آیا کرتا تھا - اور وہ بعض شعر پڑھنے کے بعد خود شرما کر نادم سی ہو جاتی تھی - اور اس کا ترجمہ کرنے سے ہچکچاتی تھی - مضمون ہی ادب ہے جس کے لئے تمہیں ترغیب دی جا رہی ہے - مگر تم کہو گی - وہ بھی تو ہیں جو لڑکیوں کو گھر پہ ناچ گانا سکھانے کے لئے اس فن کے ماہر استادوں کو بلاتے ہیں - اور جب لڑکی سٹیج پہ ناچے تو ان کے چہروں پہ مسرت کی لہر دوڑ جاتی ہے - ہاں بیٹی ٹھیک ہے - ایسے ہی لوگوں کے لئے کسی نے کہا ہے کہ بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

ع نورِ ایمان نے سمجھا تھا ضروری پردہ
شمع خاموش کو فانوس کی حاجت کیا ہے

بیٹی ——! تمہاری اور تمہارے بھائی کی خواہش تمہیں ڈاکٹری پڑھانے کی ہے - ڈاکٹری تعلیم حاصل کرنے میں کالجوں، ہسپتالوں میں لڑکیوں کی جو گت بنتی ہے اس کے تصور سے بھی میرے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں - خدا کسی دشمن کی بچی کو بھی یہ دن نصیب نہ کرے کہ وہ ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرے - اگر کوئی بہادر یہ کہے کہ ڈاکٹری کی تعلیم بھی حاصل ہو جائے اور شرم و حیا بھی رہ سکتا ہے تو پھر وہ حوا کی بیٹی نہیں ہو گی کسی اور جنس سے ہو گی - ہاں شرم و حیا کو خیرباد کہہ دینا ہو تو ٹھیک ہے - آخر حیوان بھی تو اسی دنیا میں پیدا ہوتے ہیں - کھاتے پیتے بچے جنتے ہیں اور مر جاتے ہیں - یہی حیوانوں کی سی زندگی بسر کر لی جاتی - مگر مشکل تو یہ ہے کہ حیوان کا مرنے کے بعد کوئی حساب کتاب نہیں ہے - مگر انسان کے لئے تو ہے اس سے تو ذرہ ذرہ کا حساب کتاب ہو گا - پھر جنت یا دوزخ

اب مختصر لکھتا ہوں کہ پھر تمہیں کیا کرنا چاہئے جاہل ہی رہو یا کچھ علم حاصل کیا جائے -

عزیزہ بیٹی تم یہ مت خیال کرنا - کہ میں علم حاصل کرنے کا مخالف ہوں - علم ضروری چیز ہے - اس کے بغیر انسان مکمل انسان نہیں بن سکتا - مگر موجودہ سکول کالجوں والے علم کا بے شک مخالف ہوں - البتہ صحیح علم حاصل کیا جا سکتا ہے کہ اس سے انسانیت کے جوہر پیدا ہوتے ہیں - اس علم سے شرم و حیا - امانت دیانت - خدا کا خوف - حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احساس پیدا ہوتا ہے - اور وہ "علم قرآن و حدیث کا علم ہے"

قرآن و حدیث میں انسان کے ہر شعبۂ زندگی کے بنیادی اصول موجود ہیں - قرآن دین کے دائرہ کے اندر رہ کر معاشیات - سیاسیات کے گر سکھاتا ہے - شریعت ہی کی صحیح و جائز راہوں سے ان کے اصول کی جدوجہد کے مطلوب و محمود ہونے میں کلام نہیں - ایمان و عمل صالح کے اختیار کرنے سے ہی اسلامی زندگی خود ہی سیاسی اقتدار اور معاشی فلاح کی ضامن ہو جاتی ہے -

لہذا مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے سیاسی برتری اور معاشی خوشحالی سے پہلے اور بعد جہاں اور جس حال میں بھی ہو - مقدم کام ہر لحاظ سے بقدرِ استطاعت "مومن صالح" بننا اور بنانا ہے

اس جینے کا کچھ حاصل بھی ہے

بیٹی! علم حاصل کرو - اور ضرور کرو - اس کی تدبیر یہ ہے -

یہ نیت کرو -

کہ اے اللہ علم دین اس لئے حاصل کرتی ہوں - تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ انسان کو تو نے کس غرض کیلئے پیدا کیا دنیا میں رہ کر اسے کیا کرنا چاہئے - اور آخرت کے لئے یہاں سے کیا حاصل کر کے لے جانا ہے - تاکہ میری دنیا و آخرت دونوں سدھر جائیں - اور میں تیرے عذاب سے بچ کر تیری رحمت کے دائرے میں آ جاؤں -

لہذا قرآن ناظرہ پڑھو - پھر ترجمہ پھر تفسیر احادیث کا علم پڑھو - اس خداوندی تعلیم کے حاصل کرنے کے لئے اس کے ممد و معاون ہونے والے مضامین پڑھو - حتیٰ کہ انگریزی زبان بھی پڑھنا لکھنا حاصل کرو - اس خیال سے کہ دین کی تعلیم کو یورپ میں بھی پہنچانا ہے - نہ کہ انگریزی زبان سیکھنے کے ساتھ انگریزی تہذیب و تمدن بھی اپنانا شروع کر دو - کہ اس یورپین تہذیب کو تہذیب کہنا ہی تہذیب کے مفہوم کی توہین ہے - ہاں حیوانی تہذیب کہا جا سکتا ہے - یہ اس کے لئے مفید ہے - جو انسان ہوتے ہوئے حیوان بننا پسند کرے -

ایک مومن عورت کے لئے تو یہ مختصر پروگرام زندگی بھی کافی ہے

دل سے اقرار کرے - کہ

(۱) اے اللہ تیرا اور تیرے رسول کا ہر حکم دل سے مانتی ہوں
(۲) پنجگانہ نماز ادا کرے -
(۳) سال کے بعد ایک ماہ کے روزے رکھے -
(۴) اگر فرض ہو چکا ہو تو حج کرے -
(۵) زکوٰۃ اگر فرض ہو تو ادا کرے -

(خاوند کی تابعداری (کہ وہ اس پر حاکم بنایا گیا ہے)

بچوں کی نگہداشت

اندرون خانہ کا حسن انتظام وغیرہ وغیرہ -

بیٹی اس کے بعد یہ بھی تم کو واضح کر دوں کہ شاید تیرے دل سے ڈاکٹری پڑھنے کی ہوس دور ہو جائے -

بیٹی حقیقت یہ ہے کہ موجودہ ڈاکٹری علم (طب) یعنی ایلوپیتھی یا انگریزی طریقہ علاج

طریقہ علاج ہمارے لئے ہر لحاظ سے غیر مفید ہے میں تمہیں اپنی آنکھوں دیکھی اور کانوں سنی بات سناتا ہوں جس سے تمہیں ایلوپیتھی (موجودہ ڈاکٹری علاج) اور یونانی طب کا فرق آسانی سے معلوم ہو جائے گا۔

عرصہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک دفعہ حکیم طالب علی مرحوم کے ساتھ کراچی جانے کا اتفاق ہوا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو جن کے ہم مہمان تھے۔ اُن کے ایک دوست کا بھائی عرصہ سے بیمار تھا۔ انہوں نے ہزاروں روپے اس کے علاج پر خرچ کئے بڑے بڑے ڈاکٹروں کے زیر علاج رہا جن میں بعض یورپین ڈاکٹر بھی تھے۔ جن کے پاس بڑی بڑی ڈگریاں تھیں۔

مریض کا علاج تین سال سے ہو رہا تھا۔ خون ٹسٹ (معائنہ) تھوک ٹسٹ۔ پیشاب ٹسٹ پاخانہ ٹسٹ۔ ایکس ریز، انجکشن۔ گولڈن ٹیکے غرضیکہ وہ سب کچھ کیا گیا جو ایک صاحب حیثیت مریض کے لئے کیا جا سکتا تھا۔ مگر نتیجہ یہ تھا کہ

ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

ڈاکٹروں میں غریب کا احساس کم ہی ہوتا ہے۔ انھیں اس سے غرض نہیں کہ مریض کی مالی حالت کیا ہے۔ جو اُن کی فیس اور ادویات کے لئے گرہ میں پیسے رکھے وہ علاج کرائے۔ ورنہ گھر رہے۔ کہیں اور جگہ جائے۔ خیراتی ہسپتالوں میں جو غریب کی گت بنتی ہے۔ وہ اکثر اوقات اخباروں میں آتی ہی رہتی ہے۔ البتہ پرانے زمانے کے حکیم ایسے ہوتے تھے۔ جو غریب کا خیال امیر سے زیادہ کرتے تھے اور دوائی بھی مریض کی مالی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے تجویز کرتے تھے۔ مگر ہمارے جدید معالج (ڈاکٹر صاحبان) تو جو کچھ اوپر سے وحی ہو (یورپ سے) اس پر ہی عمل پیرا رہتے ہیں۔ معیادی بخار (ٹائیفائیڈ فیور) کے لئے آجکل تین شیشیوں کا سٹ جس میں کم و بیش ۲۵ گولیاں ہوتی ہیں۔ بس یہی سب کو تجویز کرتے ہیں۔ اور اس دوائی کی قیمت ٹھیک ہیں ساٹھ روپے تک ہے۔

بات یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ اس مریض کے بڑے بھائی کو جب یہ معلوم ہوا کہ لاہور سے ایک حکیم صاحب آئے ہوئے ہیں (کراچی میں) اور وہ ان کے ایک دوست کے ہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ تو وہ بڑی بے تابی سے اپنے دوست کے ہاں پہنچا اور حکیم صاحب سے ملاقات کی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ کل علی الصبح مریض کو لایا جائے۔

ایک بہت بڑی گول میز کے ارد گرد ہم سب کرسیوں پر بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ کہ اتنے میں مریض کو لایا گیا۔ سب سے پہلے حکیم صاحب کو وہ تمام نسخہ جات پیش کئے گئے جو وقتاً فوقتاً بڑے بڑے ماہرین ڈاکٹروں نے تجویز کئے تھے۔

حکیم صاحب (حکیم طالب علی مرحوم) حیوانات کے شفا خانہ میں انسپکٹر تھے۔ یعنی ایلوپیتھی علاج بھی جانتے تھے۔ مگر طب یونانی انہوں نے اپنے بزرگوں سے پڑھی ہوئی تھی۔ اور اس میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ تشخیص اعلیٰ درجے کی تھی۔

غرضیکہ حکیم صاحب نے نسخہ جات کا بغور مطالعہ کیا۔ اور پھر مریض کی نبض دیکھی۔ پورے غور سے اس کے چہرے پر نظر ڈالی۔ مریض سوکھ کر خشک لکڑی کی مانند ہو چکا تھا۔

حکیم صاحب نبض دیکھ کر خاموش ہو گئے اور کچھ نہیں بتایا۔ مریض کے بھائی نے جو کراچی کا بہت بڑا آسودہ اگر اور لاکھوں کا مالک تھا۔ یہ خاموشی دیکھ کر بے تاب ہو کر بولا۔ کہ حکیم صاحب مریض کی مرض کو نہیں سمجھ سکے۔ سمجھ بھی کیا سکتے ہیں۔ کہ بڑے بڑے یورپین عاجز آ چکے ہیں شفا ہی نہیں ہوتی۔

حکیم صاحب نے مسکرا کر کہا۔ کہ ٹھیک فرماتے ہیں آپ۔ یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں کہ اتنے بڑے ماہر ڈاکٹروں کے علاج کے بعد ایک حکیم کیا حیثیت رکھتا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ علاج ہی غلط ہو رہا ہے۔ اسے تپ دق ہرگز نہیں ہے۔ اسے تو یرقان کی مرض ہے۔ چنانچہ مریض کا علاج حکیم صاحب نے یہ تجویز کیا کہ شیشم کے درخت کے تازے پتے ایک مٹی کے کورے پیالہ میں رات بھر بھگو، علی الصباح اس پانی کو معہ پتوں کے بلو لیا جائے۔ پتوں کا لعاب نکل آئے گا پتے علیحدہ کر دئے جائیں مریض روزانہ علی الصباح یہ لعاب پی لیا کرے۔

پرہیز یہ بتائی۔ ترش مصالحے۔ گرم اشیاء نہ کھائی جائیں۔ نماز پنجگانہ پڑھا کرے کہ اس سے مریض کی جسمانی اور روحانی طاقت بحال ہوگی۔ فحش قسم کے ناول نہ پڑھے۔ سب سے ضروری یہ ہے۔ کہ خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اور اس کے فضل کی امید رکھے انشاء اللہ تعالیٰ مریض جلد شفا پا جائے گا۔ چنانچہ مریض نے شفا پائی (چار مہینے علاج رہا)

حکیم صاحب گردے کی درد کا نمک سے علاج کیا کرتے تھے۔ پتھری کٹ کر باہر آ جاتی تھی۔ ایک دفعہ ہمارے رشتہ داروں میں سے ایک مریضہ کو الٹی کے ساتھ بے حد خون آتا تھا۔ ڈاکٹری علاج سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ سب اسے لاعلاج پایا۔ تو حکیم صاحب کا علاج شروع ہوا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حکیم صاحب نے ہلدی جلا کر پیس لی۔ اور یہ ہلدی چار چار ماشہ کی تین پڑیاں مصری کے شربت سے کھلائیں۔ مریضہ اچھی ہو گئی۔

ہمارے مکان کے سامنے ایک سکھ گھرانے کی عورت کو دیکھ کر کہا۔ کہ اسے ایک سال کے بعد مالیخولیا ہو جائے گا۔ مگر لواحقین نے اسے مجذوب کی بڑ خیال کیا۔ آخر وہ عورت اس مرض میں مبتلا ہو کر جان بحق ہوئی۔

حکیم صاحب کی صاحبزادی کے پاؤں پر ایک زہریلی قسم کا پھوڑا ہو گیا۔ حکیم صاحب کے ملنے والے ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اس کی ٹانگ کاٹ دی جائے۔ ورنہ بہت خطرہ ہے۔ حکیم صاحب نے کہا کہ کٹی ہوئی ٹانگ کی زندگی سے بہتر ہے کہ لڑکی مر ہی جائے۔ اور اس کا علاج خود کیا۔ اچھی بھی ہو گئی۔

جلے ہوئے زخموں کا علاج اَک کے پھولوں کے* تیل سے کیا کرتے تھے یا شہد سے۔

ہمارے پڑوس میں ایک بچہ سخت بیمار ہوا۔ سانس بالکل بند ہو رہی تھی۔ بلغم کا اتنا غلبہ تھا۔ بچے کا والد مایوس ہو چکا تھا۔

حکیم صاحب نے مولی کے پانی میں بنائی ہوئی دوائی سے علاج کیا۔ دو دن میں بچہ تندرست ہو گیا۔

غرضیکہ مریض کو دیکھ کر اور زیادہ سے زیادہ نبض پہ ہاتھ رکھ کر مرض کی تشخیص کر لیتے تھے۔

امیروں سے فیس اور دوائی کی قیمت اس کی حیثیت کے مطابق وصول کرتے تھے۔ مگر غریب لوگوں کو دوائی مفت بلکہ ہو سکے تو خوراک کے لئے رقم پاس سے دیتے تھے۔ بڑے آسودہ حال رہتے تھے کہ زندگی بڑی سادہ تھی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ اداریہ (صفحہ ۳ سے آگے)

ایک دفعہ نہیں سو دفعہ استصواب کرانے کو تیار ہے بشرطیکہ بھارت ایک ہی دفعہ کشمیر میں آزادانہ استصواب رائے کرانے پر رضامند ہو جائے۔ لیکن بھارت سے یہ امید رکھنا عبث ہے۔ وہ تو ایک مہذب ڈاکو کی طرح ہر چیز ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ اور پھر دیدہ دلیری سے اپنے فعل کو دنیا کے سامنے قانوناً اور عقلاً جائز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بھارت کا دماغ صرف ڈنڈے سے درست ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے پاس نہ ڈنڈا ہے۔ اور نہ وہ اس کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔

(ادارہ)

اسلام اور اخلاق حسنہ

حکیم احمد حسن قریشی بھوئی گاڑ ضلع اٹک

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

عقائد و عبادات کے بعد اسلام نے جس چیز پر خاص طور پر زور دیا ہے - وہ اخلاق حسنہ ہیں۔

اخلاق سے مقصود بندوں کے حقوق و فرائض کے وہ باہمی تعلقات ہیں - جن کو ادا کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے - انسان کے دنیا میں آنے کے بعد مختلف چیزوں کے ساتھ تعلقات ہو جاتے ہیں ان کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کا نام اخلاق ہے اس کے ماں باپ بہن بھائی عزیز و اقارب رشتہ دار دوست واحباب پڑوسی محلہ دار وغیرہ سب سے تعلقات ہیں بلکہ ہر اُس انسان کے ساتھ اس کا تعلق ہے - جو وطن قوم - جنس یا اور کسی نوع کی وجہ سے اس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے - بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حیوانات اور نباتات تک سے اس کے تعلقات ہیں - اور ان تعلقات کے باعث اس پر کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں۔

دنیا کی ساری خوشی - خوشحالی اور امن و امان اسی اخلاق کی بدولت ہے - اسی اخلاق کی دولت کو جماعت اور حکومت اپنے قانون کی قوت سے پورا کرتی ہے اگر انسانی جماعتیں اپنے اخلاقی فرائض کو پوری طرح از خود سرانجام دیں - تو دنیا کی کسی حکومتی قانون کی کوئی ضرورت ہی نہ رہے - اس لئے بہترین مذہب وہ ہے - جو اپنے متبعین کو اس قسم کی اخلاقی تربیت دے کہ اس کے ماننے والے بغیر کسی سوسائٹی یا حکومتی یا قانونی جماعتی دباؤ کے اپنے مذہبی اخلاقی اصولوں کی اطاعت کرتے ہوئے راست باز رہیں - دنیا کے تمام مذاہب نے اس قسم کے اخلاقی اصول و ضوابط پیش کئے ہیں - لیکن اسلام نے اس سلسلہ میں جو رہنمائی کی ہے اس کی نظیر قبل و بعد کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے - اس کی اخلاقی تعلیم سے جب ایک قوم بہرہ ور ہوتی ہے (ایسی قوم جس کی اخلاقی قدریں پائمال ہو چکی تھیں اور جس کے نام سے شرافت پناہ مانگتی تھی) تو اس کی ایک عورت اکیلی زیورات سے لدی ہوئی پورے صحرائے عرب کو عبور کرتی ہے - لیکن اسے آنکھ اٹھا کر بھی کوئی نہیں دیکھتا - دنیا کے اخلاقی قوانین انسانوں کے ہاتھوں اور پاؤں پر کنٹرول کرتے ہیں - لیکن اسلام کے قوانین انسان کے دل پر کنٹرول کرتے ہیں - فرمایا صادق المصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الا فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسدت الجسد کلہ۔

اس میں شک نہیں کہ دنیا کے سارے مذاہب کی بنیاد اخلاق پر ہی ہے - چنانچہ اس زمین پر جس قدر انبیاء علیہم السلام تشریف لائے - سب نے یہی تعلیم دی - کہ سچ بولو - انصاف کرو - خیرات دو - ظلم جھوٹ اور چوری سے بچو - لیکن حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ

بعثت الاتمم حسن الاخلاق

ترجمہ - میں اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں

دوسری روایت میں ہے -

انما بعثت الاتمم مکارم الاخلاق میں تو اسی لئے بھیجا گیا ہوں - کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں

قرآن مجید نے جا بجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ کہا ہے - کہ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

دوسری جگہ فرمایا - قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا

تیسری جگہ فرمایا - قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى -

ان آیات سے واضح ہو جاتا ہے - کہ حضور اقدسؐ کی بعثت کا بڑا مقصد یہ تھا - کہ وہ نفوس انسانی کو جلا دیں - اور ان کو برائیوں آلودگیوں کی نجاست سے پاک کریں اور ان کے اخلاق اور اعمال کو درست و صاف ستھرا بنا دیں - چنانچہ تاریخ شاہد ہے - کہ دوست و دشمن آپ کی اس خصوصیت کے قائل تھے - چنانچہ قرآن مجید میں آیا ہے - يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

غور کیجئے - یہاں قرآن مجید نے ایمان کی دعوت کے بعد عبادات و اخلاق کا تذکرہ کیا ہے - گویا کہ ایمان روح ہے - اسلام کی اور عبادت و اخلاق دو بازو ہیں جسد اسلامی کے لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ شریعت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اخلاق کو عبادات پر ترجیح دی ہے - کیونکہ عبادات حقوق اللہ ہیں - جن کی معافی کی امید ارحم الراحمین سے ہو سکتی ہے - کفر شرک کے بعد ہر قسم کے گناہ کو معافی کے قابل قرار دیا ہے - لیکن حقوق العباد کے بارے میں صاف ہے - کہ قیامت میں نامہ اعمال کی تین فردیں ہونگی -

(۱) وہ جس کی کوئی پرواہ خدا نہ کرے گا -

(۲) وہ جس میں سے خدا ایک حرف کو بھی نہ چھوڑے گا -

(۳) وہ جس میں سے کچھ بھی نہ معاف فرماوے گا -

جس فرد کے گناہ نہ معاف ہوں گے - وہ شرک ہے - اور جس فرد کی کوئی پرواہ نہ کرے گا - وہ ظلم ہے - جو انسان نے اپنے اوپر کیا ہے - جس کا معاملہ خود اس کے اور اس کے خدا کے درمیان ہے جیسے اُس نے روزہ نہ رکھا نماز نہ پڑھی وغیرہ - تو اللہ تعالےٰ جس کو چاہے گا - اُس کی اس فرد کے گناہ معاف فرما دے گا - اور بخش دے گا - لیکن وہ فرد جس کا ایک حرف بھی (حساب کے بغیر) چھوٹ نہیں سکتا وہ ظلم ہے - جو کہ ایک بندہ نے دوسرے بندہ پر کیا ہے - مسند احمد و حاکم عن عائشہ صدیقہؓ اس سے معلوم ہوا - کہ معاملات انسانی میں جو تجاوز و ظلم ہوگا - اس کی اہمیت کتنی زیادہ ہے - اسی لئے حق تعالےٰ شانہٗ نے بندہ پر اُس وقت تک حج فرض نہیں کیا - جب تک کہ وہ اہل و عیال کے نان و نفقہ کا پورا انتظام نہ کرے اور زکوٰۃ بندہ کے اس مال میں فرض کی ہے جو کہ اہل و عیال اور ذاتی مصارف سے زیادہ ہو یعنی باریتعالیٰ نے اپنا حق اس وقت تک بندہ پر واجب نہیں کیا - جب تک کہ وہ بندوں کے حقوق سے عہدہ برآ نہ ہو جائے - یہ ہے اسلام کی اخلاقی نظام کا کمال اسلامی تعلیم کا کمال ہی یہ ہے - کہ اس نے اپنے متبعین کے قلوب میں - اخلاقی سپرٹ کوٹ کوٹ کر بھر دی ہے - اس کے لئے ایسے قواعد و ضوابط اور اصولوں کی پابندی عائد کر دی ہے - کہ اگر کوئی قوم ان اصولوں پر کاربند ہو جائے تو دنیا میں بدامنی بے چینی پریشانی بدحالی اور جھگڑوں وغیرہ کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ نظر بد (صلا سے آگے)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور آیۃ الکرسی کو کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔

منجملہ اُن دعاؤں کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر بد کے لئے ثابت ہیں، یہ ہیں:۔

(۱) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمِنْ شَرِّ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَلَا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ۔

(۲) اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ۔

(۳) اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَاْثَمَ وَالْمَغْرَمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ۔

(۴) اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَا شَيْءَ اَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرَأَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ لَا اُطِيْقُ شَرَّهٗ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

(۵) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَاْ لَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

یہ دعائیں نظر لگانے والے کے اثر کو روک دیتی ہیں، اور نظر لگ جانے کے بعد اس اثر کو دفع کر دیتی ہیں۔

نظر بد سے حفاظت کے اعمال

اگر کسی شخص کو اپنی نظر لگ جانے کا خوف ہو، اور کسی کو لگ جائے تو اس کے ضرر کو دور کرنے کے لئے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ کہہ لے۔

جب عامر بن ربیع کی نظر سہل بن حنیف کو لگ گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا تھا اے عامر تو اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ کیوں نہیں کہہ لیتا

ہشام بن عروہ اپنے والد کا حال بیان کرتے ہیں کہ جب وہ کسی بھلی چیز کو دیکھتے، یا کسی باغ میں داخل ہوتے تو اس آیت کو پڑھتے مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

نظر بد کو رد کرنے کا عمل

ایک عمل یہ ہے، جس کو ابو عبداللہ تیاحی سے نقل کیا گیا ہے، کہ وہ حج یا جہاد کے کسی سفر میں خوب صورت اونٹنی پر سوار تھے اور ان کے ساتھیوں میں ایک شخص نظر لگانے والا بھی تھا، وہ جس چیز کو دیکھ لیتا، اسے ہلاک کر دیتا، کسی نے ابو عبداللہ سے کہا "نظر لگانے والے سے اپنی اونٹنی کی حفاظت رکھو" فرمایا میری اونٹنی کی طرف اس شخص کو راہ نہیں، ابو عبداللہ کے اس قول کی نظر لگانے والے کو خبر کر دی گئی، تو وہ اسی وقت ابو عبداللہ کی غیر حاضری میں پہنچا اور کجاوا کے قریب جا کر اونٹنی کی طرف دیکھا، دیکھتے ہی اونٹنی لڑکھڑائی اور زمین پر گر پڑی جب ابو عبداللہ آئے تو انہیں خبر دی گئی کہ نظر لگانے والے نے اسے نظر لگا دی ہے۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں، وہ اونٹنی جس حالت میں ہے، ابو عبداللہ نے کہا، مجھے اس کا پتہ بتاؤ، پتہ بتایا گیا تو اس کے پاس جا کھڑے ہوئے اور یہ کلمات پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ حَبْسٌ حَابِسٌ وَحَجَرٌ يَابِسٌ وَشِهَابٌ قَابِسٌ رَدَدْتُ عَيْنَ الْعَائِنِ عَلَيْهِ وَعَلٰى اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيْهِ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ

یہ پڑھنا تھا کہ نظر لگانے والے کی دونوں آنکھوں کے ڈھیلے نکل پڑے اور اونٹنی صحیح سالم ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

نظر بد سے حفاظت و احتیاط

ایک عمل یہ ہے جیسا کہ بغوی نے کتاب شرح السنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی خوبصورت بچے کو دیکھا تو فرمایا:۔ دَسِّمُوْا نُوْنَتَهٗ کہ اس کے چاہ ذقن پر سیاہی لگا دو، تاکہ اسے نظر نہ لگے، پھر اس کی تفسیر اور دَسِّمُوْا نُوْنَتَهٗ کے معنے بیان کئے ہیں کہ اس کے نُوْنَہ کو سیاہ کر دو، اور نُوْنَہ وہ گہرائی اور گڑھا ہے، جو بچے کی ٹھوڑی میں ہوتا ہے۔

بقیہ فریضہ حج کا پروگرام (صلا سے آگے)

ڈالیاں پیش کر کے روانہ ہوں۔ اور ہر گھر تک نشیب و فراز میں تکبیر و تسبیح جاری رکھیں۔ یہاں تک کہ جب اپنے قصبہ یا شہر میں پہنچیں تو پہلے مسجد میں جا کر دو گانہ ادا کریں۔ اس کے بعد اپنے گھر تشریف لے جائیں۔

اب آپ اس عہد کو نہ بھولیئے۔ ایام حج میں متعدد مقامات اور مختلف اوقات میں اللہ سے جوڑا تھا رحمت و مغفرت۔ عزت و شرافت کی جو امانت بارگاہ ایزدی سے آپ کو عطا ہو چکی ہے اس کو نہ گنوائیں۔ وہ روائے معصومیت جو بیت اللہ کے مالک نے آپ کو عطا کی ہے اس کو داغدار نہ ہونے دیں۔ خدا گواہ حج کی مشکلات سفر و مصائب برداشت کرنا۔ حج مبرور میں بھی کامیاب ہو جانا سب کچھ آسان ہے۔ ہاں کوئی شخص واپس آ کر حج کی شرافتوں کو ضائع ہونے سے بچائے رکھتا ہے تو یہ اس کا بہت بڑا کمال ہے۔

یہ سفر حج درحقیقت انسانی ترقیوں کے تمام مراحل کا مجموعہ ہے۔ اس میں اشاعت مذہب و تبلیغ حق کا فرض بھی انجام دیا جاسکتا ہے۔ سب سے آخر اور سب سے بڑھ کر یہ کہ تمام عالم کی اصلاح و ہدایت و انسداد مظالم و فتن و قلع و قمع کفار و مفسدین و اعلان جہاد فی سبیل اللہ کے لئے بھی وہ ایک بین الملی مرکز و مجمع عوام اسلامیان عالم ہے

اَللّٰهُمَّ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

بقیہ استفتاء

(صلا سے آگے)

فقط۔ واللہ اعلم محمد یوسف کان اللہ لہ مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ۱۷ رشوال المکرم ۱۳۷۵ھ

الجواب صحیح:۔ بندہ عبدالحق عفی عنہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (شیخ الحدیث دارالعلوم)

اصاب من اجاب: عبدالغفور مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (صدر المدرسین)

الجواب صحیح:۔ عبدالغنی عفی عنہ مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

الجواب صواب: محمد علی عفی عنہ مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

فریضۂ حج کا پروگرام

از جناب میاں عبدالرحمٰن صاحب لودھیانوی بی اے بی ٹی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْد:-

(۱) بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہ ۔۔۔ ہے جو مکہ معظمہ میں تعمیر ہوا۔ وہ برکت والا گھر ہے۔ سارے جہان کے لوگوں کے لئے مرکز ہدایت ہے۔ اس ۔۔۔ کھلی نشانیاں ہیں اور مقام ابراہیم بھی ہے۔ جو کوئی اس میں داخل ہوا۔ اس نے امن پایا۔ یہ مقدس شہر نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد اور ان کے جد امجد حضرت ابراہیم کا مسکن ہے۔

(۲) جو لوگ یہاں تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں اُن پر اللہ کی طرف سے حج کرنا فرض ہے۔ اور جس کسی نے احکام الٰہی سے انکار کیا وہ جان لے کہ اللہ تعالےٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے!

(۳) آپ لوگوں میں حج کی عام منادی کر دیں کہ وہ آپ کے پاس آئیں۔ خواہ پیدل یا دُبلی پتلی اُونٹنیوں پر آئیں۔ تاکہ وہ یہاں آکر دیکھیں کہ اُن کے لئے کیسے کیسے منافع ہیں۔

(۴) حاجی لوگ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو منیٰ میں قربانی کریں۔ مگر یاد رکھیں کہ ان قربانیوں کا گوشت اور پوست خدا کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کے ہاں تو دل کی پاکیزگی اور عمل کی صفائی مقبول ہے۔ (قرآن)

حضرت ابراہیمؑ نے مکہ معظمہ میں اللہ کا گھر تعمیر کیا جسے بیت اللہ کہتے ہیں۔ بیت اللہ ثواب اور امن کی جگہ ہے۔ ملت اسلامیہ کا مرکز ہے۔ ایسا مسلمان جس کے پاس گھر کے اخراجات کے علاوہ حج کا سفر خرچ موجود ہو اس پر عمر بھر میں ایک دفعہ حج کرنا فرض ہے۔

حج کے فائدے

(۱) حج میں ایک عالمگیر مساوات کا مظاہرہ ہوتا ہے سب کا ایک لباس، ایک وضع قطع اور ایک رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔

(۲) حج کی وجہ سے چار ماہ حرمت والے قرار دئے گئے ہیں۔ (۱) ذی قعدہ (۲) ذی الحجہ (۳) رجب (۴) محرم اور اس طرح تمام دنیا کو امن پسندی کی دعوت دی گئی ہے۔

(۳) حج کی وجہ سے ہجرت، وقت اور مال کی قربانی اور اللہ کی راہ میں تکلیفیں اٹھانا پڑتی ہیں جس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

(۴) حج کے ذریعہ تمام ملکوں، قوموں اور لوگوں کو ایک نظام کے ماتحت اور ایک امیر المومنین کی کمان میں پرو لیا جاتا ہے۔

(۵) حج کے ذریعہ بین الاقوامی تجارت کو فروغ دینا ہے۔

(۶) حج کے ذریعہ عالمگیر حکومت اسلامیہ کا نظام قائم ہو سکتا ہے

(۷) حج کے ذریعہ تمام ملکوں اور قوموں کے مسلمان آپس میں ملاقات کر کے تعارف پیدا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے تجربوں سے مفید معلومات حاصل کرتے ہیں۔

(۸) حج کے ذریعہ مسلمان کا علم بڑھتا ہے۔ اور دور دراز کا سفر کرنے سے اس کی نظر نہایت بلند اور تجربہ وسیع ہو جاتا ہے جس سے وہ ذرا ذرا سی باتوں پر نہیں جھگڑتا۔

(۹) حج کے ذریعہ تمام اسلامی ملکوں کے نمائندے ایک دینی مرکز پر جمع ہو کر قوم کی بہتری کی تجویزیں سوچ سکتے ہیں۔

(۱۰) حج کے ذریعہ سے مسلمان کو دنیا سے دل سے علیحدگی کا ایک عملی سبق ملتا ہے جس سے وہ خدا کی ذات میں زیادہ ذوق و شوق سے حصہ لے سکتا ہے۔

اگر کوئی چیز مسلمانوں کی منتشر طاقتوں کو متحد اور ان کے اندر ہمدردی پیدا کر سکتی ہے تو وہ حج ہی ہے۔ اس مقام پر مسلمانان عالم کی ایک سالانہ کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ جہاں تعارف۔ تبادلہ خیالات اور مقابلہ تجربات کا موقعہ بہم پہنچتا ہے۔ فروعی اختلاف کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ نسل اور رنگ کے تفرقے کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا۔ فقہا اور علماء دین اور مسائل فقہ پر، سائنسدان، سائنس کی نئی ترقیوں پر، ادیب ادبیات پر، ماہرین سیاست، قومی اور بین الاقوامی سیاست پر بحث و تمحیص کرتے ہیں۔ حج کا فریضہ مسلمانوں کے لئے محض ایک مقدس فریضہ ہی نہیں بلکہ مجلس اقوام بین الاقوامی ادارۂ علوم و فنون اور بین الاقوامی ایوان تجارت بھی ہے۔

خدا کے لئے اپنے اس بین الاقوامی اجتماع کو صرف اتنا سمجھ کر نہ جاؤ کہ گئے اور چلے پھرے چند گنے چنے مقامات پر ٹھہرے۔ ٹہلے۔ دو رٹے اور دو چار کلمات پڑھے۔ پھر واپس آگئے بلکہ اس فریضہ کے ادا کرتے وقت اُنہیں حکمتوں۔ رفعتوں وسعتوں۔ شرافتوں اور قوتوں کے اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہیئے جن کو قرآن پاک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نرالے اجتماع کی خصوصیات بتایا ہے۔

ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی رنج ہوتا ہے کہ ہر سال اس قدر عظیم الشان اجتماع اور کائنات ارضی کی سب سے بڑی کانفرنس ہو۔ اور اپنے رنگ ڈھنگ میں سب سے انوکھا اور نرالا اجلاس ہو۔ پھر بھی ہم تمام عزتوں اور کمالات سے محروم رہے۔ اور ہماری مسلم دنیا غیروں کی دست نگر ہے سیاست اور معاشرت میں اُجڈ۔ تہذیب و تمدن میں مقلد، کلچر اور معاشرت میں دوسروں کے نقال، اپنی تہذیب اور کلچر سے بدظن، فاتح ہونے کے باوجود مفتوح، حاکم ہو کر محکوم، دین اور مذہب کا داعی ہو کر الحاد اور لادینی کے جراثیم کا مربی اور ملجاء یہ ایک عجیب مجموعہ اضداد ہے کسی ایک پہلو میں کامیاب نہیں۔

احادیث

(۱) جس شخص کے پاس سواری اور زاد راہ ہو جو اس کو کعبہ شریف تک پہنچا دے اور پھر وہ حج نہ کرے تو خدا کو اس کی کچھ پروا نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔

(۲) جب حج فرض ہو جائے تو چاہیئے کہ جلدی کرے ممکن ہے کہ موت آجائے یا مفلس ہو جائے۔

(۳) جو حج کرے تو ایام حج میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کرے۔ اور گالی گلوچ۔ لڑائی جھگڑے وغیرہ سے بچا رہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔

(۴) حج مقبول کی جزا سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

(۵) بہترین جہاد حج مقبول ہے

(۶) جس نے حج کعبہ تو کر لیا اور میری زیارت نہ کی۔ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(۷) جس نے میرے بعد میرے روضۂ اقدس کی زیارت کی۔ وہ گویا میری حیات میں میری زیارت سے مشرف ہوا۔

(۸) قیامت اس وقت قائم ہوگی جب بیت اللہ شریف کا حج موقوف ہوگا۔

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ اور اس کا تارک فاسق ہے۔ شرائط کے وجود ہوتے ہوئے اپنی عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ شرائط کے جمع ہونے کے وقت فی الفور حج کرنا فرض ہے تاخیر کرنے میں گناہ ہے۔ مجنون اور نابالغ لڑکے پر واجب نہیں اگر وہ لوگ طرف سے ان کا ولی احرام

باندھ کر حج کرے یا تمیز والا لڑکا خود حج کرے تو
ہر صورت میں حج نفل ادا ہوگا۔ عورت کے لئے
جوان ہو یا بوڑھی محرم عاقل بالغ، امین و عادل ہونا
چاہیئے۔ بغیر محرم کے سفر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
امام شافعیؒ کے نزدیک عورت کو چند صالح عورتوں
کے ساتھ بغیر محرم کے حج کرنا جائز ہے۔ حرام مال
سے حج کرنا حرام ہے۔ قرض لیکر حج کو جانا حرام
نہیں ہے بشرطیکہ اس کے ادا کرنے پر قادر
ہو۔

آجکل چونکہ عازمین حج سفر کی تیاری کر رہے
ہیں۔ اور کچھ صاحبان رخصت بھی ہو چکے ہیں۔ اس
لئے حج کے کچھ احکام درج ذیل کئے جاتے ہیں۔
اس مبارک سفر کے لئے جب انسان گھر سے
رخصت ہو تو توبہ کرے۔ ملنے جلنے والوں سے کہا
سنا معاف کرائے۔ دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ نیک
ساتھیوں کا انتخاب کرے۔ اُن میں سے علم و دیانت
والے کو امیر بنائے۔ اس کی قیادت میں اپنا
سارا سفر پورا کرے۔ حضورؐ نے بعد از نماز ظہر سفر
شروع کیا تھا آپ بھی ایسا ہی کریں۔ سفری مشکلات
اور مصائب میں صابر و شاکر رہیں۔ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر ادا کرتے جائیں۔ راستہ میں صدقات
خیرات اور حسن اخلاق کو ملحوظ رکھیں۔ ہر فحش، لغو
اور لایعنی حرکت سے پرہیز کریں۔

ہر اونچی جگہ پر اللہ اکبر اور نیچی جگہ پر
سبحان اللہ کہتے ہوئے چلے جائیں۔ جب یلملم
کے سامنے پہنچیں۔ تو احرام سے پہلے حجامت
وغیرہ بنوائیں۔ نہا دھو کر خوشبو لگا کر احرام کی دو بے سلی
چادریں پہن لیں اور دوسرے کپڑے اتار دیں۔

احرام حج کی تین قسمیں ہیں۔
(۱) افراد (۲) تمتع (۳) قران
ان میں سے جس کا ارادہ ہو اس کی نیت کرے۔
متمتع عمرہ کی نیت کرے اور
قارن حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے۔ اس کے بعد
تمام محرمات، منہیات قولیہ و فعلیہ سے پرہیز ضروری
ہو جاتا ہے۔ اور تلبیہ کثرت سے پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ
الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ
لَکَ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْحَقِّ لَبَّیْکَ۔

اور اس کے بعد درود شریف پڑھیں۔
احرام کے بعد یہ چیزیں ممنوع ہو جاتی ہیں۔ پگڑی
ٹوپی، کرتہ، پاجامہ۔ عورت نقاب ڈال سکتی ہے۔
ناخن نہ بال کٹوائیں۔ نہ تیل اور خوشبو لگائیں۔ جسم
کی گھاس نہ اکھاڑیں۔ نہ کسی کی گری ہوئی چیز
اٹھائیں۔

ہاں اس کی اجازت ہے کہ احرام باندھنے والا
سر پر سایہ کرے، جسم پر پانی بہالے۔ روپیہ پیسہ
کمر سے باندھ لے۔

جب حرم میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:۔
اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَاَمْنُکَ
فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَدَمِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ
وَاٰمِنِّیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ
وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْلِیَائِکَ وَاَھْلِ
طَاعَتِکَ۔

پھر مسجد الحرام میں باب السلام سے داخل ہوں
جب کعبہ شریف نظر آئے تو یہ دعا پڑھے۔
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَللّٰھُمَّ
زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّتَکْرِیْمًا
تَعْظِیْمًا وَّمَھَابَۃً وَّبِرًّا۔

پھر حجر اسود کو چھوئیں اور چومیں۔ اسی جگہ
سے طواف شروع کر کے اسی مقام پر ختم کریں پہلی
تین بار رمل کریں اور چار بار عام چال چلیں۔ حجر اسود
کو چومتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہیں۔ حجر اسود اور
رکن یمانی کے درمیان یہ دعا پڑھیں۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا
حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا
عَذَابَ النَّارِ ؕ

بعدہٗ مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز
نفل پڑھیں۔ نماز سے فارغ ہو کر باب بنی مخزوم سے
نکل کر صفا مروہ کی سعی کے لئے تشریف لے جائیں۔
کوہ صفا پر چڑھ کر رو بقبلہ ہو کر اللہ اکبر کہتے ہوئے دعائے
مسنونہ پڑھیں اسی طرح کوہ مروہ پر کرنا چاہیئے۔ ہاں
میلین کے مابین دوڑتے یہ پڑھنا چاہیئے۔
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا
تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ
رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی
الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
سات مرتبہ یہی عمل کریں۔

آٹھویں ذی الحج کو جو حلال ہو چکے تھے۔ انہیں
اب نئے سرے سے احرام باندھ کر محرم بن جانا
چاہیئے۔ اب کعبہ کے طواف اور صفا مروہ میں سعی
کئے بغیر منیٰ کو چل دیں۔ رات منیٰ میں رہیں اور پانچوں
نمازیں یہاں ادا کریں (ظہر عصر مغرب وعشاء اور
فجر) پھر نویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد عرفات
کی طرف بڑھیں۔ اور وادی نمرہ میں جا کر زوال تک
قیام کریں۔ اس کے بعد بطن عرفہ میں پہنچ کر ایک
خطبہ سننا چاہیئے۔ بعدہٗ ظہر، عصر، قصر اور دونوں نمازیں
جمع کر کے وہاں ہی ادا کریں۔ اور بعد ازاں میدان
عرفات میں تشریف لے جائیں اور جس قدر ممکن ہو کوشش
سے موقف النبیؐ پر وقوف کرنے کی کوشش کریں
اور غروب آفتاب تک عجز وانکساری کے ساتھ حمد
وثنا کرتے رہیں۔ سورج چھپ جانے پر مزدلفہ میں
واپس لوٹیں اور یہاں آکر ایک اذان اور دو اقامت
مغرب وعشاء کی نمازیں پڑھیں۔ مشعر الحرام پر وقوف
کر کے خدا کا ذکر کریں اور عاجزی سے دعا مانگیں۔ پھر
سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کو روانہ ہو جائیں۔ کنکریاں
چنے کے برابر یہاں ہی سے لے جائیں۔ جب سورج
نیزے کے برابر آجائے تو جمرۂ عقبہ کے نیچے رو بقبلہ
ہو کر سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہیں
پھر قربانی کی جگہ پہنچ کر قربانی دیں۔ خود ذبح کرنا افضل
ہے۔ پھر سر منڈائیں۔ پھر اسی دن دس ذی الحجہ کو
زوال سے پہلے طواف افاضہ کے لئے مکہ کو روانہ
ہوں۔ پہلے کی طرح طواف کریں۔ پھر مقام ابراہیم کے
پاس دو رکعت نماز نفل پڑھیں۔ پھر اسی وقت منیٰ
کو واپس آجائیں اور نماز ظہر بھی منیٰ میں آکر پڑھیں
پھر گیارھویں اور بارھویں تاریخ کو جمرۂ اولیٰ، جمرۂ
وسطیٰ اور جمرۂ عقبہ کو کنکریاں ماریں۔ جائے
قیام سے ہر روز پیادہ پا آکر رمی کریں۔ مسجد خیف
میں نماز باجماعت پڑھا کریں۔ پھر تیرھویں تاریخ کو
بعد از زوال سوار ہو کر وادی محصب میں جا کر قیام
کریں۔ پھر طواف وداع کریں۔ اس میں رمل نہیں ہے
اور ملتزم سے چمٹ کر غلاف کعبہ کو پکڑ کر گڑگڑا کر
دعائیں مانگیں۔ دخول کعبہ نہ فرض ہے نہ سنت۔ البتہ
ممکن صورت میں مستحسن ہے۔

جو حضرات یہاں سے مدینہ منورہ کو تشریف لے
جانا چاہیں وہ ذوالحلیفہ پہنچ کر رات معرس میں گذاریں
صبح ہونے پر وہاں سے چل دیں۔ جب مدینہ منورہ نظر
آئے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہکر لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک
لہٗ۔ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔
آئبون تائبون ساجدون لربنا حامدون۔ صدق
اللہ وعدہٗ ونصر عبدہٗ وھزم الاحزاب وحدہٗ
پڑھیں اور حرم مدینہ میں داخل ہوں۔ اور انہیں
آداب کو ملحوظ رکھیں جو کہ حرم مکہ کے تھے۔

پھر مسجد نبوی میں داخل ہو کر نماز ادا کریں۔
اور دعائیں مانگیں۔ بعدہٗ روضۂ اطہر علی صاحبہا الف
الف صلوٰۃ والسلام کی طرف رخ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ
یا نبی اللہ۔ السلام علیک یا اکرم الخلق علی ربہ کہیں اور
کثرت سے درود شریف پڑھیں اور حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کو سنا کر پڑھیں۔ رحمت دو عالم آپ
کو جواب دیں گے۔ گو آپ نہیں سن سکو گے۔ بعدہٗ
السلام علیک یا ابا بکر صدیقؓ۔ السلام علیک یا عمر
بن الخطابؓ کہیں۔

(مدینہ شریف میں جنت البقیع اور دیگر
زیارات کی جگہ بھی تشریف لے جائیں)

اسی طرح روزمرہ مسجد نبوی میں نماز پڑھ کر
روضۂ اطہر کے سامنے صلوٰۃ وسلام کو لازم رکھیں اہل
مدینہ کی تکریم اور تعظیم ملحوظ رہے اور جو بار جیب میں
ہو کر خیرات وصدقات دل کھول کر کریں۔ جب وہاں
سے واپس ہونا چاہیں تو مسجد نبوی میں دوگانہ پڑھ
کر روضۂ اطہر کے سامنے صلوٰۃ وسلام کی پاکیزہ

(باقی برصفحہ ۱۳)

اِمْرَأَۃُ الْاِسْلَامْ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳)

از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری

حضرت ام سلمہؓ غزوہ خیبر میں شریک تھیں۔ فرماتی ہیں۔ کہ جب مرحب کے دانتوں پر تلوار پڑی تو میں کڑکڑاہٹ کی آواز سن رہی تھی۔ جناب عائشہؓ کے واقعہ میں آیا ہے۔ کہ ۹ھ میں ایلا (طلاق) کا واقعہ پیش آیا۔ جس میں حضرات شیخینؓ نے اپنی اپنی دختران (حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ) کو منع کیا کہ وہ حضورؐ سے توسیع نفقہ کا مطالبہ کرکے ذات رسالت کو پریشان خاطر نہ کریں۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ حضرت فاروق اعظمؓ کی رشتہ دار تھیں۔ اسی تعلق کی بنا پر انہوں نے ان سے بھی بات چیت کی یہ کہنے لگیں "عمرؓ! تم ہر معاملہ میں دخل دینے لگتے ہو۔ یہاں تک کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملہ میں بھی دخل دیتے ہو" حضرت فاروق اعظمؓ ایسا خشک سا جواب سنکر چلے آئے۔ اسی رات کو یہ خبر مشہور ہوگئی۔ کہ آنحضرتؐ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی صبح حضرت عمرؓ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور افواہ کی تردید سنی۔ تو آپ معًا اللہ اکبر پکار اٹھے۔ بعد میں جب انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کی گفتگو کا ذکر کیا۔ تو حضور مسکرائے۔

حجۃ الوداع میں (۱۰ھ) حضرت ام سلمہؓ اپنی علالت کے باوجود شریک سفر تھیں۔ آپ کے اونٹ کی مہار غلام کے ہاتھ میں تھی۔ حضورؐ نے ان سے فرمایا۔ کہ اگر غلام مکاتب کے پاس اس قدر مال موجود ہو۔ کہ وہ اس کو ادا کرکے آزاد ہوسکتا ہو۔ تو اس سے پردہ ضروری ہوجاتا ہے (مکاتب ایسے غلام کو کہتے ہیں۔ جس کے ذمہ آقا کی طرف سے کچھ کما کر لانے کا فریضہ عاید ہو) اسی موقع پر حضورؐ نے ان سے فرمایا کہ نماز فجر کے وقت ... اونٹ پر سوار ہوکر طواف کرنا چنانچہ امۃ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسا ہی کیا۔

۱۱ھ میں حضورؐ کے مرض نے شدت اختیار کی اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت ام سلمہؓ حضرت کو اکثر دیکھنے جاتی تھیں۔ ایک دن جب سرور کائنات کی طبیعت زیادہ علیل تھی۔ تو ام سلمہؓ چیخ پڑیں حضورؐ نے فورًا ٹوکا۔ اور کہا کہ ایسا کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں۔ جب حضورؐ پر غشی طاری ہوگئی۔ تو انہوں نے اسما بنت عمیس کے ساتھ مل کر آپ کو دوائی پلادی انہی دنوں ایک دفعہ جناب ام سلمہؓ اور حضورؐ کی دوسری ازواج ام حبیبہؓ جو حبشہ سے آئی تھیں۔ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر تھیں۔ حضرت ام حبیبہ نے حبشہ کے گرجوں اور تصویروں کا تذکرہ آپ کے سامنے کیا۔ آپ نے فرمایا۔ وہاں یہ رواج ہے۔ کہ نیک آدمی کی موت کے بعد اس کے مقبرہ کو عبادت گاہ بنا لیتے ہیں۔ اس کی تصویریں اور بت وہاں کھڑا کردیتے ہیں ایسے لوگ قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔

وفات سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں باتیں کی تھیں۔ پہلی بات سن کر حضرت رو رہی تھیں۔ لیکن دوسری سن کر مسکرا دیں حضرت عائشہؓ نے فوری طور پر پوچھا۔ تو حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ جس کو حضورؐ راز رکھتے ہیں۔ میں کیوں افشا کروں؟ خیر ـــــ یہی بات حضرت ام سلمہؓ نے حضورؐ کی وفات کے دیر بعد دریافت کی اور اس وقت حضرت فاطمہؓ نے توقف فرمایا۔

۶۱ھ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالےٰ نے شہادت پائی۔ حضرت ام سلمہؓ ان دنوں حیات تھیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضورؐ تشریف لائے ہیں آپ کا سر مبارک اور ریش شریف غبار آلود ہیں۔ انہوں نے پوچھا آقا کیا حال ہے؟ حضورؐ بولے کہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے مقتل (کربلا) سے واپس آرہا ہوں" اس حالت میں بیدار ہوئیں۔ تو آنکھیں آنسو برسانے لگیں۔ بے ساختہ زبان سے نکلا۔ اہل عراق نے حسینؓ کو قتل کیا۔ خدا ان کو قتل کرے۔ انہوں نے حسینؓ کو ذلیل کیا خدا ان لوگوں پر لعنت کرے

مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ آنحضرتؐ کے جلیل القدر صحابی حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئے۔ آپ نے اُن کو حضورؐ کی وہ حدیث سنائی جس میں حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ میرے بعض صحابی ایسے ہیں جن کو میں اپنی وفات کے بعد نہ دیکھونگا۔ نہ وہ مجھے دیکھ سکیں گے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گئے۔ اور حضرت ام سلمہؓ سے سنی ہوئی حدیث سنائی۔ حضرت عمرؓ فورًا ام سلمہؓ کے پاس تشریف لائے۔ اور پوچھا خدا کی قسم کیا میں تو ایسے صحابیوں میں نہیں ہوں؟ حضرت سلمہؓ نے کہا نہیں تم ان میں نہیں۔ لیکن تمہارے علاوہ کسی کے متعلق نہ کہونگی کہ یہ حدیث اس کے بارے میں نہیں ہوسکتی۔

نماز عصر کے بعد نفل

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ عصر کے بعد دو نفل پڑھا کرتے تھے۔ مروان بن الحکم نے پوچھا۔ آپ عصر کے بعد نفل کیوں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے ایک حدیث کا حوالہ دیا۔ جو انہوں نے حضرت عائشہ سے سنی تھی۔ مروان کا آدمی حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا. تو انہوں نے حضرت ام سلمہؓ کی طرف اشارہ کیا۔ کہ میں نے ان سے سنا تھا۔ جب حضرت ام سلمہؓ کو معلوم ہوا۔ تو کہنے لگیں۔ خدا عائشہؓ کی مغفرت کرے انہوں نے میری آدھی بات ہی سنی۔ میں نے کہا تھا کہ حضورؐ نے خود تو پڑھی ہیں۔ لیکن دوسروں کو منع کردیا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک شخص بیت اللہ میں پناہ لیگا اس سے لڑنے کے لئے ایک لشکر آئے گا۔ لیکن وہ لشکر ایک میدان میں پہنچ کر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا وہ لوگ جو اس کو برا سمجھ رہے ہوں گے۔ وہ بھی زمین میں دھنسا دئے جائینگے آپؐ نے فرمایا۔ ہاں وہ بھی دوسروں کے ساتھ دھنسا دئے جائیں گے۔ البتہ قیامت کے روز ہر ایک کا حشر اپنی اپنی نیت پر ہوگا۔ (مسلم شریف) چنانچہ جب حضرت ابن زبیرؓ مکہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ اور ایک شامی لشکر مکہ کے محاصرہ کے لئے گیا۔ تو لوگوں نے حضرت ام سلمہؓ (۶۳ھ) سے یہ حدیث دوبارہ سنی۔ (حضرت ابو جعفرؓ فرماتے تھے۔ کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان میں پیش آئے گا)

حضرت ابوبکرؓ بن عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک وعظ کے موقع پر مسئلہ جنابت کا غسل فورًا صبح کو اٹھ کر کرلینا چاہئے۔ ورنہ روزہ نہیں ہوسکتا۔ ایک شخص نے یہ مسئلہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ حضرت ابو ہریرہؓ غلط کہتے ہیں کیونکہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تو جنابت کی حالت میں بھی صائم ہوتے تھے۔ اور جنابت بھی قدرتی طریقہ سے نہیں بلکہ ارادی طور پر ہوتی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے سنا تو چہرہ کا رنگ فق ہوگیا۔ اور کہا میں کیا کروں؟ فضل بن عباسؓ نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا تھا۔ لیکن بہرحال حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنا فتویٰ واپس لے لیا

(باقی باقی)

مقصد بیعت

شیخ کامل کی تلاش اور اسکی پہچان

قسط نمبر ۲

از جناب مولانا محمد شعیب صاحب میاں علی ضلع شیخوپورہ

گزشتہ قسط کے آخر میں ہم نے عرض کیا کہ استفادہ عن الشیخ کے شرائط ہم عرض کریں گے۔ استفادہ کے لئے ایک بنیادی شرط شیخ کے لئے ہے کہ شیخ کامل ہو۔ باقی شرائط طالب کے لئے ہیں۔ اگر شیخ ہی کامل نہ ہو تو ہر چند طالب صادق ہو کامیابی ناممکن ہے۔

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

شیخ کامل کی تعریف قرآن کریم اور حدیث پاک اور اقوال بزرگانِ دین سے عرض کی جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ کَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ؕ (سورہ یونس رکوع ۷)

حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کا ترجمہ یوں فرماتے ہیں:۔

خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہیں ڈر اوپر اُن کے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لائے اور تھے پرہیزگاری کرتے۔

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ یہ اولیاء اللہ کی تعریف فرمائی۔ یعنی مومن متقی خدا کا ولی ہوتا ہے پہلے کئی مواقع میں معلوم ہو چکا ہے کہ ایمان اور تقویٰ کے بہت سے مدارج ہیں پس جس درجہ کا ایمان اور تقویٰ کسی میں موجود ہوگا اسی درجہ میں ولایت کا ایک حصہ اس کے لئے ثابت ہوگا۔ جس طرح مثلاً دس بیس روپیہ بھی مال ہے اور پچاس، سو، ہزار دس ہزار۔ لاکھ دو لاکھ روپیہ بھی۔ لیکن عرفِ عام میں دس روپیہ کے مالک کو مالدار نہیں کہا جاتا۔ جب تک معتد بہ مقدار مال اور دولت کی موجود نہ ہو۔ اسی طرح سمجھ لیجئے کہ ایمان و تقویٰ کسی مرتبہ میں ہو۔ وہ ولایت کا شعبہ ہے اور اس حیثیت سے سب مومنین فی الجملہ ولی کہلائے جا سکتے ہیں۔ لیکن عرف میں ولی اُسی کو کہا جاتا ہے جس میں ایک خاص اور ممتاز درجہ تقویٰ کا پایا جاتا ہو۔ انتہی بلفظہ۔

اب حدیث پاک سے ولی کی تعریف سنئے:۔

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّھَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (رواہ ابن ماجۃ)

(ترجمہ:۔ اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ اس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کیا نہ خبر دوں تم کو تم میں سے بہتر لوگ کون ہیں۔ سب نے عرض کیا کہ ضرور بتلائیے۔ فرمایا۔ بہتر تم میں سے وہ ہیں۔ جب انہیں دیکھا جائے تو حق تعالیٰ کی یاد دل میں آجائے۔

بیہقی ہند حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جو علم و عمل کے جامع تھے فرماتے ہیں:۔

بدانکہ علامت ولی آنست کہ ظاہراً بر شرع شریف کمال استقامت داشتہ باشد کہ حق تعالیٰ فرمایدِ اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ؕ یعنی نیستند اولیاء خدا مگر متقیان و باطن او بقسمے باشد کہ ہر گاہ کسے در صحبت او نشیند دل خود مائل بیند بجدا تعالیٰ ومتوجہ بسوئے او۔ روایت امام نووی از نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ کہ پرسیدہ شد از رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم علامت اولیاء اللہ چیست؟ فرمود آنکہ بدیدن ایشاں خدا یاد آید۔ و ابن ماجہ ہمچنیں روایت کردہ

(ارشاد الطالبین مصنفہ قاضی صاحب مرحوم مغفور ص۱۳)

ترجمہ:۔ جان لے ولی کی علامت یہ ہے کہ اسے شریعت مطہرہ ظاہراً کمال استقامت ہو۔ کیونکہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ نہیں اولیاء مگر متقی لوگ اور باطن اس کا ایسا ہو کہ جب کوئی اس کے پاس بیٹھے تو اپنے دل کو مائل اور متوجہ اللہ تعالیٰ کی طرف پائے۔ امام نووی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ سے کسی نے پوچھا۔ اولیاء اللہ کی کیا علامت ہے۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جن کے دیکھنے سے خدا تعالیٰ یاد آجائے۔ ابن ماجہ میں بھی اسی طرح کی روایت کی ہے۔

مزید فرماتے ہیں:۔

علماء و فقہاء بظاہر شرع دعوت میکنند و اولیاء مریدان را اول بجا آوردن ظاہر شریعت دعوت میکنند بعد آنہا را ذکر تعلیم می کنند و می فرمایند۔ کہ اوقات خود را بیاد الٰہی معمور کن تا کہ ذکر الٰہی مستولی گردد۔ غیر خدا در دل تو خطور نکند۔ دریں دعوت احتیاج کرامت نیست۔ حوالہ بالا۔

ترجمہ:۔ علماء کرام اور فقہاء عظام ظاہر شریعت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور اولیاء کرام اپنے متوسلین کی پہلے ظاہر شریعت کی پابندی کا فرماتے ہیں۔ اس کے بعد ذکر الٰہی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور (متوسلین سے) فرماتے ہیں کہ اپنے اوقات کی یادِ الٰہی سے معمور کرو۔ تاکہ ذکر الٰہی غالب ہو جائے اور غیر اللہ تیرے دل پر گذر نہ کرے۔ اس دعوت اور تعلیم میں کرامت کی ضرورت ہی نہیں۔

خلاصہ تمام سطور بالا کا یہ نکلا کہ کاملین وہ ہیں جو خاص درجہ کا ایمان اور تقویٰ اور ممتاز اتباع شرع رکھتے ہوں۔ اور جن کے دیکھنے سے یادِ الٰہی کی توفیق ہو۔ جو ظاہر شرع پر کمال استقامت رکھتے ہوں۔ کمال استقامت کی ایک مثال سنئے! حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ مرکز علوم اسلامیہ۔ دارالعلوم دیوبند تشریف (لائے)۔ مغرب کی نماز کیلئے جب مسجد میں تشریف لائے تو طلباء نے مصافحہ لینا شروع کیا۔ ان کا مصافحہ لیتے لیتے دیر ہو گئی۔ امام نے قرأت شروع کر دی۔ حضرت مولانا مرحوم کو تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا سخت افسوس ہوا۔ لیکن بکمال اخلاق طلباء کا مصافحہ لیتے رہے۔ اور امام کے ساتھ اس وقت شریک جماعت ہوئے جبکہ قرأت شروع تھی۔ سلام نماز کا پھر جانے کے بعد نہایت افسوس سے فرمایا۔ آج چالیس سال کے بعد تکبیر اولیٰ ہم سے فوت ہو گئی مسلمان عظیم بیٹھے۔ اولیاء کرام اور بزرگان دین۔ کہ تکبیر اولیٰ پر بھی اس شدت استقامت فرماتے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ حضور کا ارشاد ہے جس نے چالیس دن نماز باجماعت پڑھی۔ تکبیر اولیٰ کو پاتا رہا۔ اس کے لئے دو براءتیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک براءۃ دوزخ کی آگ سے ایک براءۃ نفاق سے۔ یہ چالیس دن کی مواظبت تکبیر اولیٰ پر ہو۔ تو اس کا ثمرہ بیان ہوا اور جسکی یہ حالت استقامت ہی ہو اس کا ثمرہ کیا ہوگا۔ غور فرمائیے۔ ایک کامل تلاش کیجئے۔ اگر مل جائے تو اس کے بے دام غلام بن جائیے۔ مثل مشہور ہے جوئندہ یابندہ۔ اگر تلاش کریں گے تو ضرور [illegible] ایسے خاص بندے ہر جگہ بیج کی طرح رکھے ہوئے ہوتے ہیں جو عوام کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں مگر طالب صادق کو ضرور دستیاب ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ ہر ایک کلمہ گو کو ایسے بزرگوں کا دامن نصیب کرے آمین

بچوں کا صفحہ

ہمارے بزرگوں کا صبر و قناعت

از سید مشتاق حسین صاحب بخاری

(۲)

عزیزو! حسب وعدہ ہم اس عنوان کے تحت اپنے دیگر اسلاف کا ذکر پیش کرتے ہیں۔

تم سن چکے ہو کہ ہمارے آقا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برضا و رغبت صبر و قناعت کو ترجیح دی تھی، اس لئے آپ کی محبت اور خیرخواہی ایسے بزرگوں کے لئے خصوصی تھی جو دنیا کی نعمتوں سے خالی ہاتھ تھے، مثلاً ایک دفعہ آپؐ کے پاس کچھ لوگ حاضر تھے کہ ایک شخص سامنے سے گذرا، حضورؐ نے پاس بیٹھنے والوں سے دریافت فرمایا، تمہاری اس گذرنے والے شخص کے متعلق کیا رائے ہے؟ سب نے کہا کہ معزز ہے، اس قدر صاحب رسوخ ہے کہ اگر کسی کی سفارش کرے تو فوراً قبول ہو جائے گی یا اگر اپنے لئے رشتہ مانگے تو ہر کوئی اس سے ناطہ قائم کرنے پر راضی ہوگا، آپؐ خاموش ہو گئے، اسی اثنا میں ایک دوسرا شخص آپؐ کے سامنے سے گذرا تو پھر دریافت فرمایا کہ اس کے متعلق آپ لوگوں کی کیا رائے ہے، جواب میں عرض کیا گیا کہ ایک غریب سا مسلمان ہے، نہ اس کی سفارش کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے اور اسے نہ رشتہ ہی کہیں سے مل سکتا ہے، تب آپؐ فرمانے لگے کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر پہلے گذرنے والے شخص کی مانند اشخاص سے تمام دنیا بھر جائے پھر بھی جو شخص بعد میں گذرا ہے ان تمام سے اچھا ہوگا،

پیارے بچو! دیکھا اللہ کے ہاں کس کی عزت ہے، اللہ کے ہاں اصلی اور حقیقی عزت ہے جو کبھی نہ چھینی جا سکے گی، ورنہ اس دنیا کی عطا کی ہوئی عزت کا اول تو ویسے ہی اعتبار نہیں کہ کب چھن جائے اور اگر اس دنیا میں نہ چھینی تو اگلی زندگی میں اس کا قائم رہنا تو ممکن ہی نہیں۔

جو اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں ان کی آزمائش عام طور پر فقر و فاقہ اور تنگدستی سے ہوتی ہے، خود حضورؐ کا ارشاد بھی اس بارے میں موجود ہے ایک دفعہ ایک صحابیؓ حضورؐ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے حضورؐ سے محبت ہے، آپؐ نے فرمایا کہ سوچ لو کیا کہہ رہے ہو اس نے پھر یہ عرض کی اور آپؐ نے پھر یہی ارشاد فرمایا کہ سوچ کر بات کرو، جب وہ تین بار کہہ چکا، تب حضورؐ نے فرمایا کہ تم اگر اپنی بات میں سچے ہو تو فقر و فاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ، کیونکہ مجھ سے صحیح معنوں میں محبت کرنے والوں کی طرف تنگدستی اس طرح دوڑی آتی ہے جس طرح پانی ڈھلوان کی طرف دوڑتا ہے، یہی وجہ تھی کہ اکثر صحابہؓ، صوفیا، محدثین وغیرہ تونگر و فارغ البال نظر نہیں آتے۔

ایک دفعہ حضورؐ نے مشہور فاتح اسلام حضرت ابوعبیدہؓ کو تین سو آدمیوں کا سردار بنا کر سمندر کے کنارے لڑائی کے لئے بھیجا چلتی دفعہ آپ نے کھجوروں کا توشہ ایک تھیلی میں دے دیا، پندرہ روز کے قیام کے بعد ان لوگوں کا توشہ ختم ہو گیا اور کھانے کے لئے امیر قافلہ کے پاس کچھ نہ رہا، ان بزرگوں میں ایک دوسرے کے لئے وہ ہمدردی تھی جو آج ماں باپ اور اولاد میں بھی نظر نہیں آتی، چنانچہ انہی میں سے ایک صحابی حضرت قیسؓ تھے، ان سے اہل قافلہ کی بھوک نہ دیکھی گئی انہوں نے قافلہ والوں سے اونٹ اس شرط پر خریدنے شروع کئے کہ مدینہ طیبہ واپس پہنچ کر ان کی قیمت ادا کر دیں گے، وہ روزانہ تین اونٹ خریدتے اور ذبح کر کے ساتھیوں کو کھلا دیتے، تین دن تک ایسا کرتے رہے آخر امیر قافلہ نے سوچا کہ اس طرح تو سواری کا بھی انتظام نہ رہے گا، اس لئے اونٹوں کی خرید و فروخت بند کروا دی، سب صحابہؓ کے پاس جو کچھ بچی کھچی کھجوریں تھیں وہ ایک جگہ جمع کی گئیں، اور روزانہ ہر ایک مجاہد کو ایک کھجور دن بھر چوسنے کے لئے مل جاتی

عزیز بچو! یہ وہ وقت تھا جبکہ لڑائی درپیش تھی اور جسمانی طاقت کی بھی سخت ضرورت تھی، تم سوال کرو گے کہ ایک کھجور کیا کام دیتی ہوگی؟ لیکن یہی سوال اس سے پہلے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کیا جا چکا ہے، انہوں نے جواب یہ دیا کہ ایک کھجور کا کام اور قدر تب معلوم ہوئی جب اہل قافلہ کے پاس وہ بھی نہ رہی، تب فقر و فاقہ تھا، یہ بزرگ مجبوری کی حالت میں درختوں کے خشک پتے جھاڑتے اور پانی میں بھگو کر کھا لیتے، جب اللہ کی طرف سے آزمائش کا وقت پورا ہو چکا تو اللہ نے سمندر میں سے ایک مچھلی ان لوگوں کو پہنچائی، جس کو عنبر کہتے ہیں، یہ اس قدر بڑی تھی کہ لوگ اٹھارہ روز تک کھاتے رہے اور مدینہ منورہ پہنچنے تک توشوں میں ساتھ تھی جب واپسی پر تمام قصہ حضورؐ سے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت تھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی تھی، خیر یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدر افزائی تھی، ورنہ ان بزرگوں نے تو تمام تکالیف خوشی اور شوق سے برداشت کر لیں تھیں۔

عزیزو!

ایسے ہزاروں واقعات تم تاریخ کی کتابوں سے اخذ کر سکتے ہو ضرورت صرف تقلید اور عمل کی ہے، سب سے پہلے یہ کہ ہم دین اسلام پر پوری طرح کاربند رہیں اور پھر جب مسلمان ہونے کی حیثیت میں ہم پر آزمائش اور سختی کا وقت آئے تو اللہ کے لئے برداشت کریں اور صبر و قناعت کا مظاہرہ کریں، بعد میں نہ صرف اللہ تعالیٰ وہ تکلیف رفع فرما دیں گے، بلکہ ہمیں دنیوی و اخروی مسرتیں بھی حاصل ہوں گی۔

منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور۔ بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۵۶ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبد المنّان چوہان

ہفتہ وار خبریں

بدل اشتراک
سالانہ .. .. گیارہ روپے
ششماہی .. .. چھ روپے
فی پرچہ .. .. چار آنے

—— بمبئی ۲ جون۔ آج یہاں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر پچاس ہزار سے زائد مہاراشٹریوں نے نہرو اور کانگریس کے خلاف مظاہرہ کیا اور متحدہ مہاراشٹر کے نعرے لگائے، پولیس نے دو سو مظاہرین کو گرفتار کر لیا ہے۔

—— قاہرہ ۲ جون۔ وزیر اعظم مصر نے کل رات اعلان کیا کہ مصر کی حکمران انقلابی کونسل ۲۳ جون کو صدارت کے لئے اپنا امیدوار نامزد کرنے کے بعد ٹوٹ جائیگی۔

—— لندن ۲ جون۔ بھارتی وزیر اعظم نے حال ہی میں ایک بیان میں مغربی پاکستان کی ریاستوں چترال، ہنزہ اور نگر پر جو اچانک دعوے کیا ہے، اس پر برطانیہ کے مقتدر اخبارات نے تبصرہ کرتے ہوئے اسے پاکستان کے لئے شاطرانہ اور خطرناک چال قرار دیا ہے۔

—— الجزائر ۲ جون۔ کل فلسطین کے علاقے میں حریت پسندوں اور فرانسیسی فوجوں کے درمیان ایک خونریز جھڑپ ہوئی، جس میں دو سو تین حریت پسند شہید ہو گئے چالیس کو گرفتار کر لیا گیا۔

—— پیرس ۲ جون۔ الجزائر کے لئے فرانس کے ریذیڈنٹ منسٹر نے آج فرانس کی قومی اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا توقع ہے کہ فرانس چند ماہ تک الجزائر کے مسئلہ کا حل معلوم کرلے گا۔

—— بمبئی ۳ جون، متحدہ مہاراشٹر کے سوال پر گزشتہ جمعرات سے شہر میں جو کشیدگی پھیلی ہوئی تھی، آج اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گئی، آج شام پولیس نے تین مقامات پر فائرنگ کی جس سے تین افراد ہلاک اور تین مجروح ہو گئے۔

—— پیرس ۳ جون۔ وزیر اعظم فرانس نے کہا ہے کہ الجزائر کے عرب یا مسلمان مملکت بننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، انہوں نے کہا کہ ٹیونس اور مراکش کے مسائل حل کرنے کے لئے جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے، الجزائر پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔

پیرس ۳ جون۔ فرانس کی ریزرو فوج الجزائر بھیجے جانے کے خلاف بدستور مظاہرے کر رہی ہے، کل رات پیرس ریلوے اسٹیشن پر ان فوجیوں نے تین گھنٹے تک اپنی ٹرین روکے رکھی اور پلیٹ فارم پر زبردست مظاہرہ کیا۔

ڈھاکہ ۲ جون۔ وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان نے آج کراچی سے واپسی پر بتایا کہ اگر ضرورت ہی ہوا تو صوبہ میں غلے کی حمل و نقل اور تقسیم کے لئے مرکز فوجی افسروں کی خدمات مہیا کرے گا، آپ نے کہا کہ مشرقی پاکستان کو غلہ برابر پہنچ رہا ہے، اور نرخ تبدیل ہوتے جا رہے ہیں۔

ڈھاکہ ۴ جون۔ چاٹگام کے ساحل سے کچھ دور ایک سٹیمر کی تباہی کی اطلاع موصول ہوئی ہے، جس میں ایک سو بہتر مسافر اور عملے کے تیس افراد سوار تھے۔ خیال ہے کہ ان میں سے زیادہ تر افراد ڈوب گئے ہیں۔

ملتان ۴ جون۔ ضلع ملتان کی دو تحصیلوں شجاع آباد اور خانیوال میں شدید گرمی سے پانچ اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبد اللہ اختر پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور اندرون شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا